سلسلة المناهج التربوية

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

قرآنِ مجید اور اس کی تجوید کی تعلیم کا صحیح طریقہ

معلمہ قرآن کی تربیت اور ٹریننگ کیلئے راہنما کتاب

تالیف

محترمہ هدى الشاذلى صاحبہ

معلمة القرآن الكريم

بمدارس تحفيظ القرآن بالمدينة المنورة

مترجم

قاری محمد مصطفٰے راسخ وفقه الله

رکن دار المعارف اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

{تقدیم}

كلية القرآن الكريم والتربية الإسلامية

ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پاکستان

البدر (بونگہ بلوچاں) نزد پھول نگر قصور

قرآن مجید اور اسکی تجوید کی تعلیم کا صحیح طریقہ

[معلم قرآن کی تربیت اور ٹریننگ کیلئے راہنما کتاب]

تالیف

محترمہ/ هدى الشاذلى حفظہا اللہ

معلمة القرآن الكريم

بمدارس تحفيظ القرآن بالمدينة المنورة

مترجم

قاری محمد مصطفٰے راسخ وفقہ اللہ

{رکن دار المعارف اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور}

{تقدیم}

كلية القرآن الكريم والتربية الاسلامية

ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پاکستان

البدر (بونگہ بلوچاں) نزد پھول نگر قصور

www.quraancollege.com Email.quraancollege@hotmail.com

نام کتاب : قرآن مجید اور اسکی تجوید کی تعلیم کا صحیح طریقہ

تالیف : محترمہ/ ھدی الشاذلی حفظہا اللہ

مترجم : قاری محمد مصطفے راسخ وفقہ اللہ

ناشر : کلیۃ القرآن الکریم والتربیۃ الاسلامیۃ

کمپوزنگ : مکتبۃ الکتاب، فون: 0321-4210145

اہتمام : عبدالرؤف، فون: 0321-4210145

پریس : شفیق پریس، لاہور

www.quraancollege.com Email.quraancollege@hotmail.com

یطلب من

کلیۃ القرآن الکریم والتربیۃ الاسلامیۃ

ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پاکستان

البدر (بنگلہ بلال) پھول نگر ضلع قصور

فون: 0333-4296679

فون: 0333-4358421

فون: 0333-4434193

فہرست مضامین

❀ عرضِ مترجم 15
❀ مقدمہ 17
❀ "طرق تدریس" کی تدریس کے عمومی اہداف 18
❀ تعلیمی پروگرام کو کامیاب بنانے کے چند اصول 20

پہلی فصل:...... اسلامی معاشرے میں مدارس قرآنیہ کی اہمیت 21
❀ حفظ و تعلیم قرآن مجید کی فضیلت 21

دوسری فصل:...... آداب تعلیم القرآن الکریم 26
❀ اخلاص نیت 26
❀ حسی طہارت 27
❀ معنوی طہارت 28
❀ حلقات قرآنیہ میں بیٹھنے کے آداب 29
❀ مصحف کی حفاظت اور اس کے ساتھ نہ کھیلنا 29
❀ استعاذہ اور بسملہ 29
❀ خاموشی سے تلاوت سننا 29
❀ خاموشی کے فوائد 30

تیسری فصل:...... حلقات و مدارس قرآنیہ کے ارتقاء کی تاریخ و مراحل . 34
❀ مدارس قرآنیہ کے مختلف مراحل 34
❀ غار حرا میں مدرسہ اولیٰ کی بنیاد 34
❀ تعلیم نبوی کا مرحلہ 35
❀ مکہ اور مدینہ میں معروف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور 37
❀ امصار اسلامیہ میں تعلیم قرآنی کا فروغ 38

چوتھی فصل:...... مدارس تحفیظ القرآن میں معلّمہ قرآن کی اہمیت .. 39
❀ معلّمہ کا دائرہ عمل 40
❀ مشافہت کا مفہوم 40
❀ قرآن مجید کی معلّمہ وطالبہ میں پائی جانے والی ضروری صفات 42
❀ معلّمہ کی صفات 42
❀ متعلّمہ کی صفات 44
❀ حسد کا طریقہ علاج 45
❀ معلّمہ قرآن کی صفات 46
❀ فطری صفات 46
❀ درستگی عقیدہ کے ثمرات 46
❀ اخلاص کی تعریف 47
❀ اخلاص کی علامت 47
❀ اصلاح نیت کے ثمرات 47

❀ صبر کی تعریف 48
❀ معلّمہ کے صبر کی انواع 48
❀ صبر کے ثمرات 48
❀ معلّمہ کے صبر کی علامت 49
❀ نرمی کی علامات 50
❀ تواضع کے ثمرات 51
❀ عدل کے فضائل 52
❀ عدل کی علامات 52
❀ علم ومعرفت کی صفات 52
❀ شرعی معرفت کی تعریف 52
❀ علم شرعی کی اہمیت 53
❀ معرفت شرعیہ کی اقسام 53
❀ تربیتی معرفت کی تعریف 54
❀ مدارس قرآنیہ میں تعلیمی سطح کی بلندی اور مشکلات کے حل کی کیفیت 54
❀ معرفت کے فوائد 55
❀ خارجی صفات 55
❀ بشاشت وسچی مسکراہٹ کے فوائد 56
❀ فنی وتربیتی صفات 58
❀ تربیتی میدان کی مہارت کے فوائد 58
❀ معلّمہ یہ مہارت کیسے حاصل کرے؟ 58
❀ معلّمہ کی شخصیت کی قوت کے مظاہر 59

❀ شخصیت کی کمزوری کے مظاہر 59
❀ کمزور شخصیت کے نقصانات 59
❀ معلّمہ کے فوائد 59
❀ حلقات قرآنیہ کی ترقی میں معلم کا کردار 61
❀ دیگر اساتذہ کے تجربات سے استفادہ 61
❀ استفادہ کی کیفیت 62
❀ حلقہ میں موجود طاقتوں کا استعمال 63
❀ تعلیم قرآن میں ارتقاء 65
❀ اس باب میں چند تجاویز 65
❀ ارتقاء کے جدید اسالیب 66
❀ نمایاں طلباء اور ان سے معاملہ کرنے کی کیفیت 67
❀ نمایاں طلباء کی معرفت کے طرق 67
❀ نمایاں طلباء کی معرفت کے وسائل و پروگرامز 67
❀ نمایاں طلباء کے ساتھ معلم کا کردار 67
❀ نمایاں طلباء کے بارے میں چند معیارات و نصیحتیں 68
❀ نمایاں طلباء کے اساتذہ کی صفات 69
❀ نمایاں طلباء سے مثالی استفادہ 69
❀ طلباء کی حوصلہ افزائی کے طرق 70

پانچویں فصل:...... مدارس اور حلقات قرآنیہ میں تدریس کی مہارت 72
❀ تجرباتی پہلو 73

❀ معرفی پہلو 73

❀ مہاری پہلو (ادائی سلوکی پہلو) 73

❀ وجدانی پہلو 73

❀ معلمہ کیسے تربیتی مہارت حاصل کرے؟ 73

❀ تخطیط کی تعریف 74

❀ تعلیمی عمل کے ارکان 74

❀ تخطیط کے فوائد واہمیت 74

❀ معلم کو حاصل ہونے والی مہارتیں 75

❀ تقویم کی تعریف 75

❀ تقسیم کی تعریف 75

❀ سلوکی ہدف کیسے نمایاں ہوگا؟ 75

❀ وجدانی پہلو میں مستعمل افعال 76

❀ مہاری پہلو میں مستعمل افعال 76

❀ معرفی پہلو میں مستعمل افعال 76

❀ مہارت کی تعریف 76

❀ تمہید کی تعریف 77

❀ اچھی تمہید کی صفات 77

❀ عرض کی مہارت 77

❀ تجوید 77

❀ عناصر 77

❀ کامیاب تعلیمی عملی طریقہ کی شروط 78

❀ دفتر معلمہ کی تعریف 78

❀ حاضری رجسٹر کی تقسیم 78

❀ القاء درس کے طرق 80

❀ القائی طریقہ (اخباری) 80

❀ استقرائی طریقہ (استنباطی) 80

❀ استنتاجی طریقہ 80

❀ جملی طریقہ 80

❀ ملاحظہ 81

❀ قیاسی طریقہ 81

❀ استجوابی طریقہ 81

❀ ملاحظہ 81

❀ درسِ تلاوت کی مشق 82

❀ مقدمۃ الدرس 82

❀ معرفی اہداف 82

❀ مہاری اہداف 82

❀ وجدانی اہداف 82

❀ تمہید 82

❀ حکمۃ الیوم 83

❀ مرحلۃ العرض 83

❀ المعنی الاجمالی 84

❀ معانی المفرادت 84

❀ علامات تجوید 85

❀ درس تجوید کی مشق 85

❀ معرفی اہداف 85

❀ مہاری اہداف 85

❀ وجدانی اہداف 85

❀ تمہید 86

❀ حکمۃ الیوم 86

❀ درس کے عناصر 86

❀ حروف تفخیم 86

❀ مراتب تفخیم 86

❀ علامات تجوید 87

❀ مبتدئات کی معروف اخطاء 87

❀ مرحلۃ العرض 87

❀ مرحلۃ التطبیق 88

❀ تقسیم کا مرحلہ 88

❀ تقویم کا مرحلہ 88

❀ ہوم ورک 88

❀ تعلیم قرآن مجید میں قلبی اہداف 89

❀ ملاحظہ 89
❀ مناسب وضاحتی وسائل 90
❀ وضاحتی وسائل کی اہمیت 90
❀ وضاحتی وسائل کی انواع 90
❀ تلاوت کے مراحل 90
❀ تجوید کے اہداف 91
❀ درس تجوید کو احکام تجوید کے ساتھ تطبیق دینے کے مراحل 91
❀ سوال کرنے کی شروط 92
❀ دوران سوال ملحوظ رکھے جانے والے امور 92
❀ حفظ قرآن مجید کے طرق 93
❀ پہلا طریقہ، کلی طریقہ 93
❀ اس طریقے کے فوائد 93
❀ نقصانات 93
❀ دوسرا طریقہ، جزئی طریقہ 93
❀ جزئی طریقہ کے استعمال کا سبب 94
❀ فوائد 94
❀ نقصانات 94
❀ تیسرا طریقہ، مشترک طریقہ 94
❀ فوائد 95
❀ چوتھا طریقہ، وقفوں میں حفظ 95

❀ فوائد 95
❀ نقصانات 95
❀ حفظ وتطبیق پر معاون عوامل 96

چھٹی فصل:...... عمر رسیدہ اشخاص کے لیے تدریس قرآن کے طرق 99

❀ قرآن مجید میں لفظ طریقہ 99
❀ تدریس میں طریقہ 99
❀ طرق تدریس کے قواعد 100
❀ متعلم کی رعایت 100
❀ معلم کو طلباء کی صلاحیتوں اور ادراک کی معرفت 100
❀ آسان سے مشکل کی طرف تدریج 101
❀ وقت حفظ اور درست ادائیگی 101
❀ عظمت قرآن کا تصور 102
❀ تدریس قرآن مجید کے اہداف 102
❀ غیر متعلمین اور سن رسیدہ افراد کے لیے 104
❀ تدریس قرآن کے طرق 104
❀ بڑوں کے لیے تحفیظ قرآن کا عملی طریقہ 104
❀ پہلا طریقہ لکھنا پڑھنا جاننے والوں کے لیے عرض کا طریقہ 104
❀ دوسرا طریقہ، تلقین کا طریقہ 107
❀ تلقین کی تعریف 107
❀ تلقین کی اہمیت 107

❀ تلقین کے دو طریقے 107
❀ تیسرا طریقہ، یومیہ حفظ کا طریقہ (عملی اور مجرب طریقہ) 108
❀ مراجعت 109
❀ مراجعت کے لیے تجویز کردہ اوقات 109
❀ تعلیمی وسائل 111
❀ آڈیو یا ویڈیو کیسٹ کا استماع 111
❀ جدید تعلیمی وسائل 111
❀ نسیان اسباب وعلاج 113
❀ اسباب نسیان 113
❀ طرق علاج 113

ساتویں فصل:...... حلقات قرآنیہ میں تربیتی رکاوٹیں 115

❀ کمزور درسی تحصیل 115
❀ کلاس میں طلباء کی کثرت 115
❀ مدرسہ کے ساتھ کمزوری خاندانی تعلق 115
❀ اسالیب تربیت سے معلم کی جہالت 115
❀ تلامذہ پر معلم کی سختی 115
❀ معلم کی تلقین پر اکتفاء کر لینا 115
❀ تلامذہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا 116
❀ معلمہ اور طالبات کے درمیان کمزور تعلق 116
❀ معلم کا اپنی غلطی کو تسلیم نہ کرنا 116

❀ تلاوت واحکام تجوید میں معلم کا کمزور ہونا 116
❀ معلم کا مقام تہمت پر وارد ہونا 116
❀ تعلیم میں جلد بازی 117
❀ معلم کا کسی ایک یا بعض تلامذہ سے زیادہ محبت کرنا 117
❀ عدم راحت 117
❀ حلقات قرآنیہ کے تعلیمی وتربیتی ثمرات 118
❀ ان مدارس کے احیاء میں، تلقی قرآن کے نبوی طریقے کا احیاء ہے 118
❀ سلسلۂ سماع قرآنی کا استمرار 118
❀ علم کے مطابق عمل 118
❀ پیغام مسجد کا احیاء 118
❀ درسی امتیاز 118
❀ رحمت ربانی کا حصول 119
❀ اجتماعی تعلیم 119
❀ تدبر کی صلاحیت کا حصول 119
❀ اہل حلقات کے مقام ومرتبہ کی بلندی 120
❀ معلمہ قرآن سے استفادہ 120
❀ بشارت ونذارت کی تربیت 120
❀ حسن خلق 120
❀ نطق کی درستگی 120
❀ تعلیمی وقت کی حفاظت 120
❀ تلاوت میں کی جانے والی چند مشہور غلطیاں 121

❀ چند مزید غلطیوں کی نشاندہی 121

❀ لفظ جلالہ ((اللّٰہ)) اور ((اللّٰھُمَّ)) میں تجویدی تاملات 124

❀ مقدمہ 124

❀ ملاحظات 127

❀ مد طبعی اور حرف لین میں فرق 129

❀ مدود فرعیہ کے مراتب 132

❀ مراتب تفخیم 133

❀ مراتب غنہ 134

❀ مراتب قلقلہ 135

❀ مراتب صفیر 136

عرضِ مترجم

تعلیمی شعبہ سے منسلک خواتین وحضرات اساتذہ کرام کی تربیت وٹریننگ تعلیمی اہداف ومقاصد کے حصول کے لیے انتہائی اہم اور ضروری امر ہے۔ جو اہداف و مقاصد ایک تجربہ کار اور تربیت یافتہ معلم کے ذریعے حاصل کیے جا سکتے ہیں، وہ کسی غیر تربیت یافتہ معلم سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان سمیت پوری دنیا کے تمام ممالک کے سرکاری تعلیمی اداروں میں اساتذہ کرام کی تربیت وٹریننگ کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے اور انہیں متعدد چھوٹے بڑے تربیتی کورسز کروائے جاتے ہیں، اور پھر ان کورسز کی تکمیل کے بعد ان کی تقرری عمل میں لائی جاتی ہے۔

لیکن افسوس! کہ ہمارے ہاں دینی مدارس کے اساتذہ کرام کے لیے نہ تو کسی تربیتی کورس کا کوئی اہتمام کیا جاتا ہے، اور نہ ہی اساتذہ کرام کی تقرری میں اس پہلو پر غور وفکر کرنے کی کوئی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ جس کا نقصان یہ ہوا ہے کہ دینی مدارس بہت بڑے فلاحی ادارے اور عظیم الشان تعلیمی مراکز ہونے کے باوجود اپنے اہداف ومقاصد کو کماحقہ حاصل کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں اور متعدد اساتذہ کرام عدم اخلاص، غیر تربیت یافتہ اور ناتجربہ کار ہونے کے باعث اپنے وقت کے ضیاع کے ساتھ طلباء کی تعلیمی بربادی کا بھی باعث بن رہے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ سرکاری تعلیمی اداروں کی مانند دینی مدارس میں بھی اساتذہ کرام کی تقرری سے پہلے ان کی تربیت وٹریننگ کا اہتمام کیا جائے اور انہیں تعلیمی اہداف ومقاصد سے روشناس کروا کر مسند تدریس پر بٹھایا جائے۔

ایک کامیاب اور تربیت یافتہ استاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے فن کے ساتھ مخلص

ہو، طلباء کو اللہ کا مہمان اور اپنا روحانی فرزند سمجھتا ہو، ان کے ساتھ اپنی اولاد کی مانند خیر خواہی وہمدردی کا جذبہ رکھتا ہو اور اخلاق حسنہ وصفات عالیہ سے مزین ہو، تاکہ تعلیم کے اہداف ومقاصد کو حتیٰ الامکان حاصل کیا جا سکے۔

اساتذہ کرام کی تربیت وٹریننگ کے اس نیک جذبہ کے تحت محترمہ "هُدىٰ الشاذلی معلمة القرآن الكريم بمدارس تحفيظ القرآن بالمدينة المنورة" نے اپنی کتاب "الطريق السديد لتعليم القرآن والتجويد" میں یہ چند تجاویز ومعروضات پیش کی ہیں، جو اپنے موضوع پر انتہائی مفید اور بڑی شاندار ہیں اور اساتذہ کرام کی تربیت کے باب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ کتاب اگرچہ خواتین اساتذہ کے لیے لکھی گئی ہے، لیکن یہ قرآن مجید کی تعلیم سے منسلک خواتین وحضرات تمام اساتذہ کے لیے کارآمد اور مفید ہے۔

کتاب کی اس افادیت واہمیت کی پیش نظر استاد محترم قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کے حکم پر اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے، اسے قبولیت عامہ عطا فرمائے اور مصنفہ، مترجم ناشر اور تمام طالبان علم کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

مترجم

قاری محمد مصطفیٰ راسخ

رکن دار المعارف اسلامیہ کالج لاہور

سابق رکن مجلس التحقیق الاسلامی لاہور

مقدمہ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، أما بعد!

"مهارات في أساليب تدريس القرآن الكريم" نامی رسالے اور قرآن مجید وتجوید قرآن کی تدریس کے طرق پر دستیاب متعدد مراجع ومصادر کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے اپنے حاصل مطالعہ اور تدریس قرآن کے اس عظیم الشان میدان میں تیرہ [۱۳] سالہ تجربے کو یکجا کرنے کا پروگرام بنایا، تاکہ قرآن مجید اور تجوید قران کی تعلیم دینے والا ہر معلم ومعلّمہ اس سے فائدہ اٹھا سکے اور تدریس قرآن کی صفات وآداب کا لحاظ رکھتے ہوئے اس میدان میں آنے والی مشکلات کا مقابلہ کر سکے۔ نیز قرآن مجید کی تلاوت وتجوید سے متعلقہ دروس کے طرق، نمایاں طلباء کے ساتھ کیے جانے والے اہتمام کے اسالیب، عمر رسیدہ افراد کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کے مناہج، قرآن مجید کی تعلیم اور حفظ میں پیش آنے والی مشکلات کے حل، قرآن مجید کے طلباء میں پائی جانے والی عام غلطیوں کی اصلاح، اور حلقات قرآنیہ ومدارس کے فروغ کے حوالے سے مدد حاصل ہو سکے۔

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ اس خدمت سے تمام مسلمانوں کو نفع عام سے نوازے، اور میرے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے، خصوصاً میری شاگردہ منال کو جس نے اس نسخے کی خط وکتابت میں میرا ابھر پور تعاون فرمایا۔ اور اس کو اپنی رضا کے لیے خالص کرے، اور مجھے اس کے نفع سے اس دن بہرہ مند فرمائے، جس دن مال ودولت اور اہل وعیال کسی کام نہیں آ سکیں گے۔

اعداد

هدى الشاذلي

معلمة القرآن الكريم

بمدارس تحفيظ القرآن بالمدينة المنورة

”طرق تدریس“ کی تدریس کے عمومی اہداف

۱۔ قرآن مجید کی معلّمہ کو پیش آنے والے تعلیمی وتربیتی مراحل میں مفید اصلاحات۔

۲۔ کتاب اللہ کی تعلیم کے لیے نبی کریم ﷺ کے تربیتی وتمثیلی اسلوب کی وضاحت۔

تاکہ قیامت تک اہل زمین اور اہل آسمان کے درمیان یہ اتصال جاری رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (الجمعة : ۲)

”وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھلاتا ہے۔“

اسلوب نبوی کے درج ذیل تین مراحل ہیں:

(ا) مرحلة التلاوة: ......حروف کے مخارج، تجوید کے احکام اور سکون واطمینان کا لحاظ رکھتے ہوئے تلاوت کرنا۔

(ب) مرحلة التزكية: ......اخلاق حسنہ وصفات عالیہ سے متصف ہونا۔

(ج) مرحلة التعليم: ......احکام شریعت اور قرآن مجید کے اوامر ونواہی کی تعلیم حاصل کرنا۔

۳۔ حفظ قرآن میں سلف صالحین کے منہج پر عمل۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا لَا نَتَجَاوَزُ الْعَشْرَ آيَاتٍ حَتّٰى نَتَعَلَّمَ مَا فِيهِنَّ مِنْ عِلْمٍ

وَعَمَلٍ معًا .))

''ہم دس آیات سے آگے نہ گزرتے تھے، جب تک ان میں موجود علم وعمل دونوں کی تعلیم حاصل نہیں کر لیتے تھے۔''

۴۔ معلمہ کے لیے فنی محاسن سے آگاہی۔

۵۔ معلمہ کے ان تعلیمی وتربیتی امور کی درستگی، جو سورتوں وآیات کی تلقین پر منحصر نہیں ہوتے، مثلاً:

(ا)..... سوءِ اخلاق سے اجتناب، تا کہ وہ قرآن مجید پر عمل کرنے کے قابل ہو سکے۔

(ب)..... طالبات کی ذہنی سطح کے تفاوت کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے ساتھ معاملہ کرنا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

((خَاطِبُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ .))

''لوگوں کے ساتھ ان کی عقل کے مطابق گفتگو کرو۔''

۶۔ طالبات کی قرآن مجید کے اخلاقیات وآداب کے مطابق تربیت کرنا۔

امام فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((إِنَّمَا أُنْزِلَ الْقُرْآنُ لِيُعْمَلَ بِهٖ، قِيْلَ: كَيْفَ يُعْمَلُ بِهٖ؟ قَالَ: يُحِلُّوْنَ حَلَالَهُ وَيُحَرِّمُوْنَ حَرَامَهُ وَيَأْتَمِرُوْنَ بِأَوَامِرِهٖ وَيَنْتَهُوْنَ عَنْ نَوَاهِيْهِ، وَيَقِفُوْا عِنْدَ عَجَائِبِهٖ .))

''قرآن مجید عمل کرنے کے لیے نازل کیا گیا ہے، آپ سے پوچھا گیا کہ اس پر کیسے عمل کیا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے حلال کردہ امور کو حلال، حرام کردہ امور کو حرام سمجھا جائے۔ اس کے اوامر پر عمل کیا جائے اور اس کے نواہی سے اجتناب کیا جائے اور اس کے عجائب کے پاس ٹھہر کر تدبر کیا جائے۔''

۷۔ چھوٹے بچوں اور مبتدئین کی زبانوں کو اللہ کی اس فصیح وبلیغ کلام کی تلاوت کے لائق بنانا، تا کہ وہ نطقِ صحیح اور مہارت استماع سیکھ سکیں۔

۸۔ قرآن مجید کی معلمہ کی تعلیمی صلاحیتوں کو ترقی دینا، تاکہ وہ اپنے تربیتی فرائض کو بحسن وخوبی بجالا سکے۔

تعلیمی پروگرام کو کامیاب بنانے کے چند اصول:

۱۔ قرآن مجید کو مجرد تلقین ومشافہت کی بجائے سمجھ کر حفظ کروایا جائے۔

۲۔ حلقات قرآنیہ میں طالبات کی حاضری کو مسلسل بنانے کے لیے متنوع قسم کے پرکشش اسالیب وطرق اختیار کیے جائیں۔

۳۔ منفی طریقے اختیار کرنے جیسے سزا دینے میں سختی کرنے اور کمزور طالبات کا مذاق اڑانے سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

۴۔ صغرسنی میں تعلیم دی جائے، کیونکہ اس عمر کی تعلیم، دل میں راسخ، حفظ میں پختہ اور لوہے پر لکیر کی مانند مضبوط ہوتی ہے۔

۵۔ دوران تعلیم معلمات کے لیے مفید کورسز رکھے جائیں اور ان کی اخلاق وذہنی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔

پہلی فصل:

اسلامی معاشرے میں مدارس قرآنیہ کی اہمیت

۱۔ مدارس قرآنیہ مسلمانوں کے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینے اور انہیں تجوید وقراءۃ ومعانی قرآن سکھلانے کے وسائل میں سے ایک اہم ترین وسیلہ ہیں۔ اور امت مسلمہ کے لیے دنیا وآخرت دونوں جہانوں کی خیر وبھلائی کا بہترین ذریعہ ہیں۔

۲۔ یہ مدارس کتاب اللہ کے ساتھ امت کے اہتمام کے مظاہر میں سے عظیم الشان مظہر ہیں، نبی کریم ﷺ اپنی نمازوں، خطبات جمعۃ المبارک، مجالس وعظ ونصیحت، دعوت وتبلیغ اور قضاء وفتوی میں کثرت سے قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.)) (بخاری)

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن مجید پڑھتا پڑھاتا ہے۔"

حفظ وتعلیم قرآن مجید کی فضیلت:

۱۔ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنا قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِی بَیْتٍ مِنْ بُیُوتِ اللّٰهِ یَتْلُونَ کِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُونَهُ بَیْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِینَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِکَةُ، وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیمَنْ عِنْدَهُ.))

"جب بھی قوم کے لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا مذاکرہ کرتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی

ہے، انہیں رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ رب العزت اپنے پاس موجود فرشتوں میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔"

۲۔ اس سے اہل ایمان کے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَٰهُ وَجَعَلْنَا لَهُۥ نُورًا يَمْشِى بِهِۦ فِى ٱلنَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُۥ فِى ٱلظُّلُمَٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا﴾ (الأنعام: ۱۲۲)

"ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا، پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے لوگوں میں پھرتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے؟ جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔"

۳۔ انسان سب سے بہتر ہونے کے درجہ کو پالیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.))

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن مجید پڑھتا پڑھاتا ہے۔"

۴۔ جنت میں مقام بلند ہو جاتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ، مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ، لَهُ أَجْرَانِ.)) (متفق عليه من حديث عائشة)

"قرآن مجید کا ماہر قاری (قیامت کے دن) اللہ کے مقرب فرشتوں کے ساتھ کھڑا ہوگا۔ اور جو شخص اٹک اٹک کر مشکل سے قرآن پڑھتا ہے، اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ، اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي

الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا .)) ❶

''قاری قرآن سے کہا جائے گا: پڑھتے جاؤ اور جنت کے مراتب چڑھتے جاؤ، اور اس طرح ترتیل سے پڑھو، جس طرح دنیا میں پڑھتے تھے۔ جنت میں تیرا مقام تیری پڑھی گئی آخری آیت کے پاس ہوگا۔''

۵۔ انسان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ﴾ (محمد: ۱۷)

''اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں، اللہ نے انہیں ہدایت میں اور زیادہ کر دیا ہے اور انہیں ان کی پرہیز گاری عطا فرمائی ہے۔''

سیّدنا جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا غِلْمَانٌ حَزَاوِرَةٌ "أَيْ قَارَبْنَا الْبُلُوْغَ" عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَتَعَلَّمْنَا الْإِيْمَانَ قَبْلَ أَنْ نَتَعَلَّمَ الْقُرْآنَ . فَازْدَدْنَا بِهِ إِيْمَاناً .))

''ہم قریب البلوغ لڑکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ ہم نے آپ سے قرآن سے پہلے ایمان سیکھا اور پھر قرآن کے ذریعے اپنے ایمان کو زیادہ کر لیا۔''

۶۔ امامت میں اولیت کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ .))

''قوم کو ان میں سے سب سے بڑا قاری امامت کروائے۔''

۷۔ دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں عظمت و رفعت حاصل ہوتی ہے۔ سیّدنا عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نافع بن حارث رضی اللہ عنہ حج کے لیے رستے میں جا رہے تھے کہ اچانک امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آمنا سامنا ہو گیا۔ انہیں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کا گورنر مقرر کر رکھا تھا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ نے مکہ میں

❶ أخرجه أحمد وابن حبان والترمذي والحاكم من حديث عبدالله بن عمرو وإسناده حسن.

کس کو اپنا نائب مقرر کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ابن بزی رضی اللہ عنہ کو! سیّدنا عمر نے پوچھا: ابن بزی رضی اللہ عنہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: ہمارے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے غلام کو نائب مقرر کر دیا ہے؟ آپ نے کہا: وہ غلام قرآن مجید کا قاری اور فرائض کا عالم ہے۔ یہ سن کر سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْقُرْآنِ أَقْوَامًا، وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ.))

"بے شک اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے بعض اقوام کو سر بلند کر دیتے ہیں اور دیگر کو سرنگوں کر دیتے ہیں۔"

۸۔ قرآن مجید کی تعلیم دینا فرض کفایہ ہے۔ اگر بعض لوگ اس کی بجا آوری کے لیے اٹھ کھڑے ہوں تو باقیوں سے ساقط ہو جاتا ہے۔

امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ فَرْضَ الْكِفَايَةِ أَفْضَلُ مِنْ فَرْضِ الْعَيْنِ، حَيْثُ أَنَّ فَاعِلَهُ يَسُدُّ مَسَدَّ الْأُمَّةِ، وَيُسْقِطُ الْحَرَجَ عَنِ الْأُمَّةِ، أَمَّا فَرْضُ الْعَيْنِ قَاصِرٌ عَلَيْهِ فَحَسْبُ.))

"فرض کفایہ کی ادائیگی فرض عین سے بھی افضل ہے۔ کیونکہ اس کی ادائیگی کرنے والا پوری امت کی نمائندگی کرتا ہے اور اس سے حرج (گناہ) کو رفع کر دیتا ہے۔ جبکہ فرض عین فقط اپنی ادائیگی تک محدود رہتا ہے۔"

۹۔ اہل علم فرماتے ہیں:

((إِنَّ نَفْعَ تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ مِنَ النَّفْعِ الْمُتَعَدِّي.))

"تعلیم قرآن کا نفع، متعدی نفع ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا فَلَهُ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهِ، لَا يُنْقَصُ مِنْ أَجْرِ

عَامِلِهِ شَيْئًا .))

"جس شخص نے دوسروں کو علم سکھایا، اس کے لیے اس پر عمل کرنے والوں کا بھی ثواب ہے، اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے کچھ کمی نہ جائے گی۔"

۱۰۔ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنا ہر علم سے پہلے ضروری ہے:

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((طَلَبُ الْعِلْمِ مُنَاقِلُ وَرُتَبٌ لَا يَنْبَغِي تَعَدِّيهَا ، وَمَنْ تَعَدَّاهَا فَقَدْ تَعَدَّى سَبِيلَ السَّلَفِ الصَّالِحِ ، وَمَنْ تَعَدَّى سَبِيلَهُمْ مُتَعَمِّدًا ، فَقَدْ ضَلَّ ، وَمَنْ تَعَدَّاهُمْ مُجْتَهِدًا ، فَقَدْ ذَلَّ ، فَأَوَّلُ التَّعْلِيمِ حِفْظُ كِتَابِ اللهِ .))

"طلب علم کی ایک ترتیب اور درجہ بندی ہے۔ جس کو نظر انداز کرنا غیر مناسب عمل ہے، جو اس درجہ بندی سے تجاوز کرتا ہے وہ سلف صالحین کے منہج سے ہٹ جاتا ہے۔ جو عمداً ان کے منہج سے ہٹتا ہے، وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور جو اجتہاد کرتے ہوئے ہٹتا ہے وہ ذلیل ہو جاتا ہے، سب سے اولین تعلیم قرآن مجید کا حفظ ہے۔"

دوسری فصل:

آداب تعلیم القرآن الکریم

۱۔ اخلاص نیت:

کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے اخلاص نیت اولین شرط ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾ (البينة : ٥)

"اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر، اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں، یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔"

امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّانَوٰى .))

(متفق عليه)

"تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے، جو اس نے نیت کی۔"

اخلاص کا معنی:...... عقیدہ و عمل میں فقط ایک ذات برحق کو سامنے رکھنا۔

اخلاص کی علامت:...... مدح و ذم کا مساوی ہونا۔

اخلاص کی تعریف:...... سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَلْإِخْلَاصُ هُوَ اسْتِوَاءُ الْأَفْعَالِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ بِغَرْضِ التَّقَرُّبِ إِلَى اللّٰهِ وَحْدَهُ وَطَلَبِ رِضَاهُ.))

''اللہ وحدہ لاشریک کے تقرب اور اس کی رضا کے حصول کے لیے تمام ظاہری وباطنی اعمال کا یکساں ہونا، اخلاص کہلاتا ہے۔''

قرآن مجید کی تلاوت، مراجعت اور حفظ عبادت کا درجہ رکھتے ہیں، لہٰذا معلم پر لازم ہے کہ وہ طلباء کو اخلاص نیت کی ترغیب وتشویق دلائے۔

۲۔ حسی طہارت:

طہارت حسی سے درج ذیل طہارتیں مقصود ہیں۔

☆ بدن کی طہارت:...... انسان حدث اکبر، حدث اصغر اور حیض وغیرہ سے پاکیزہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (الواقعة: ٧٩)

☆ مکان کی طہارت:...... کیونکہ حمام وغیرہ میں تلاوت قرآن مجید ناجائز ہے۔

☆ لباس کی طہارت:...... لباس صاف ستھرا اور خوشبو دار ہونا چاہیے۔

☆ منہ کی طہارت:...... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((طَيِّبُوْا أَفْوَاهَكُمْ بِالسِّوَاكِ.))

''اپنے منہ کو مسواک سے صاف رکھا کرو۔''

کیونکہ یہ قرآن مجید کی ادائیگی کا رستہ ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے وقت پیاز اور لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے۔

☆ پیشانی کی طہارت:...... قاری کے لیے افضل ہے کہ وہ قبلہ رخ ہو کر بیٹھے۔

☆ زبان کی طہارت:...... تعوذ اور بسملہ پڑھ کر حاصل کی جائے۔

☆ دل کی طہارت:...... دورانِ تلاوت قاری کا دل، آیات قرآنیہ کے تفکر وتدبر میں غرق ہونا چاہیے اور کسی خارجی امر کی طرف مشغول نہیں ہونا چاہیے، اور نہ ہی اس کے دل

میں کسی قسم کا تفاخر، ریا کاری اور تکبر آنا چاہیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ٥ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾

(الشعراء: ۸۸۔۸۹)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ.))

''خبر دار! جسم میں ایک لوتھڑا ہے، جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے، اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، خبر دار! وہ دل ہے۔''

۳۔ معنوی طہارت:

معنوی طہارت قرآن مجید سے نفع حاصل کرنے کی اولین شرط ہے۔ معنوی طہارت سے مراد یہ ہے کہ قاری خلاف شریعت رجحانات اور گناہوں سے پاکدامن ہو، اپنی زبان، آنکھ کان اور دل کو شبہات وشہوات سے پاکیزہ رکھتا ہو۔ کیونکہ علم اللہ کا نور ہے جو گناہ گار کو نہیں ملتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَكَوْتُ إِلَى وَكِيعٍ سُوءَ حِفْظِي
فَأَرْشَدَنِي إِلَى تَرْكِ الْمَعَاصِي
وَأَعْلَمَنِي بِأَنَّ الْعِلْمَ نُورٌ
وَنُورُ اللَّهِ لَا يَأْتِي لِعَاصِي

''میں نے (اپنے استاد) وکیع سے اپنے سوء حفظ کی شکایت کی۔ انہوں نے مجھے گناہ چھوڑنے کی طرف رہنمائی کی۔ اور بتلایا کہ علم تو نور ہے۔ اور اللہ کا نور گناہ

گار کے پاس نہیں آتا۔"

۴۔ حلقات قرآنیہ میں بیٹھنے کے آداب:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ حلقہ قرآنی میں خضوع وخشوع اور سکینت ووقار کے ساتھ بیٹھے اور مذموم ہیئت، مثلاً پاؤں لمبے کر کے بیٹھنے سے اجتناب کرے، کیونکہ وہ اپنے رب سے محو کلام ہوتا ہے۔

۵۔ مصحف کی حفاظت اور اس کے ساتھ نہ کھیلنا:

طالب علم پر لازم ہے کہ وہ کلاس میں مصحف لے کر آئے، اس کی حفاظت کرے اور اس کے ساتھ مت کھیلے۔

۶۔ استعاذہ اور بسملہ:

تمام قراء کرام کا اس امر پر اجماع ہے کہ کسی بھی سورۃ کے شروع میں استعاذہ قرآن مجید کا حصہ نہیں ہے۔ مگر اس کو پڑھنا واجب ہے۔ جبکہ بسملہ کے بارے میں تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ یہ سورۃ توبہ کے علاوہ ہر سورۃ کے شروع میں مشروع ہے۔

۷۔ خاموشی سے تلاوت سننا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

(الاعراف : ٢٠٤)

"اور جب قرآن مجید کی قرأت کی جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش ہو جاؤ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى﴾ (طه : ١٣)

"اور میں نے تجھ کو چن لیا ہے، سن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ (القيامة : ١٨)

''جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں، تم اسے غور سے سنتے رہو۔''

نبی کریم ﷺ سیّدنا جبریل علیہ السلام سے خاموشی کے ساتھ وحی الٰہی سنتے تھے، جب وحی مکمل ہو جاتی تو آپ اس کی تلاوت کرتے اور سیّدنا جبریل علیہ السلام اسے سنتے، آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی قرآن مجید اسی طریق پر سکھایا۔

خاموشی کے فوائد:

۱۔ خاموشی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت سننا معلم اور متعلم دونوں کے لیے ایک بلند پایہ ادب ہے اور سلف صالحین کی عادات میں سے ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا:

((إِقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ .))

''مجھ پر قرآن پڑھو۔''

میں نے عرض کیا: میں آپ پر پڑھوں، حالانکہ آپ پر نازل کیا گیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

((أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ .))

''میں اپنے علاوہ کسی دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔''

۲۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ اسْتَمَعَ إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ مُضَاعَفَةٌ، وَمَنْ تَلَاهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .))

''جس شخص نے غور سے کتاب اللہ کو سنا، اس کے لیے کئی گنا اجر لکھ دیا جاتا ہے، اور جس نے اس کی تلاوت کی، وہ اس کے لیے بروزِ قیامت نور ہو گا۔''

۳۔ اہل علم کا خیال ہے کہ خاموشی سے سننا حفظ واتقان کے وسائل میں سے ایک اہم ترین وسیلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس کا حکم دیا ہے، جیسا کہ سابقہ آیات

میں گذر چکا ہے۔

امام ہمام بن منبہ رحمہ اللہ خاموشی سے سننے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((يُوْرِثُ غَضَّ الْبَصَرِ، وَسُكُوْنَ الْجَوَارِحِ، وَحُضُوْرَ الْقَلْبِ، وَالْعَزْمَ عَلَى الْعَمَلِ، وَكَفَّ الْجَوَارِحِ عَنِ الْعَبَثِ، فَلَا يَلْهُوْ قَلْبُهُ بِمَا يَرٰى، فَيَتَدَبَّرُوْ يَفْهَمُ وَيَعْمَلُ.))

"اس سے نگاہیں جھک جاتی ہیں، اعضاء پرسکون ہو جاتے ہیں، دل حاضر ہو جاتا ہے، کام کرنے کا عزم پیدا ہوتا ہے، اعضاء فضول حرکات سے رک جاتے ہیں، دل غافل نہیں ہوتا بلکہ بات کو سمجھتا اور اس پر عمل کرتا ہے۔"

۸۔ ترتیل سے پڑھنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ ۝ فَإِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝﴾ (القيامة: ١٧-١٩)

"اس کو یاد کروا دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے، لہٰذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں، اس وقت تم اس کی قرأت کو غور سے سنتے رہو، پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔"

سیّدہ حفصہ فرماتی ہیں کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَقْرَأُ السُّوْرَةَ يُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ أَطْوَلَ مِنْهَا.))

"نبی کریم ﷺ سورۃ کو ترتیل سے پڑھتے تھے، حتیٰ کہ وہ اپنی حقیقی مقدار سے بھی لمبی ہو جاتی تھی۔"

امام آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فہم وتدبر کے ساتھ قرآن مجید کے ایک چھوٹے سے حصے کی تلاوت کرنا، بغیر تدبر وعمل

کے کسی بڑے حصے کی تلاوت کرنے سے بہتر ہے۔

سلف صالحین کا یہ طرز عمل تھا کہ جب وہ کسی رحمت والی آیت کے پاس سے گزرتے تھے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت اور فضل کا سوال کرتے تھے، اور جب کسی عذاب والی آیت کے پاس سے گزرتے تھے تو اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے تھے۔

۹۔ جس شخص نے بھی مکمل قرآن مجید یا اس کا کچھ حصہ حفظ کیا ہوا ہے، اس کے لائق نہیں ہے کہ وہ لہو ولعب میں پڑنے والوں کے ساتھ لہو ولعب میں پڑ جائے۔ بلکہ اسے چاہیے کہ وہ آداب قرآن سے مزین ہو اور اخلاق قرآن سے متصف ہو، اور اخلاق عالیہ کے بلند مقام پر فائز ہو۔

۱۰۔ خوبصورت آواز سے تلاوت کرنا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَیْسَ مِنَّا مِنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ .))

"جو شخص قرآن مجید کو خوبصورت آواز سے نہیں پڑھتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

((زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِکُمْ .))

"قرآن مجید کو اپنی آوازوں کے ساتھ خوبصورت بنا کر پڑھو۔"

۱۱۔ حلقہ قرآن میں تواضع سے بیٹھنا:

چنانچہ کسی بڑے کو کسی چھوٹے سے علم حاصل کرنے میں خفت محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ ہر کسی سے استفادہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس سے تعلیم قرآن کے میدان میں مقابلہ کی فضا قائم ہوگی۔

۱۲۔ حفظ کیے ہوئے قرآن کی پابندی سے تلاوۃ کرنا، تا کہ بھول نہ جائے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ ، فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِیْ عَقْلِهَا .))

”تم اس قرآن مجید کی دیکھ بھال کرتے رہا کرو، قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، یہ قرآن مجید چلے جانے کے اعتبار سے بندھے ہوئے اونٹ سے زیادہ تیز ہے۔“

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ صَاحِبَ الْقُرْآنِ كَصَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ ، إِذَا تَعَاهَدَهَا أَمْسَكَهَا وَإِذَا أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ .))

”بے شک صاحب قرآن بندھے ہوئے اونٹ والے شخص کی مانند ہے، جب وہ اس کی دیکھ بھال کرتا ہے تو اس کو روک لیتا ہے، اور جب اسے کھلا چھوڑ دیتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔“

۱۳۔ معلم کو چاہیے کہ وہ اپنے طلباء کی اچھی تربیت کرے، انہیں اخلاق حسنہ سے روشناس کروائے اور حفظ، مراجعت واذکار کی پابندی کرنے کا عادی بنائے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ معلم اور متعلم دونوں کو قرآن مجید کے مذکورہ تیرہ [۱۳] آداب کا خصوصی طور پر لحاظ رکھنا چاہیے۔

تیسری فصل:

حلقات و مدارس قرآنیہ کے ارتقاء کی تاریخ و مراحل

مدارس قرآنیہ کے مختلف مراحل ہیں:

۱۔ غار حراء میں مدرسہ اولی کی بنیاد

۲۔ تعلیم نبوی کا مرحلہ

۳۔ مکہ اور مدینہ میں معروف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور

۴۔ تمام امصار اسلامیہ میں تعلیم قرآن کا فروغ

۱۔ غار حرا میں مدرسہ اولی کی بنیاد:

نزول قرآن کی ابتداء غار حرا میں اترنے والی پہلی وحی سے ہوئی۔ جس میں سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔ سیّدنا جبریل علیہ السلام نے عرضاً وسماعاً بطریق تلقین ومشافہت یہ آیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ٥ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ٥ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ٥ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ (القیامۃ: ۱۶۔۱۹)

"اے نبی! آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے) کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ اس کو جمع کرنا اور (آپ کا اس کو) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں۔ پھر اس کو واضح کر دیں ہمارے ذمہ ہے۔"

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے ہونٹوں کو حرکت دے کر بتلاتے تھے کہ نزول وحی کے

وقت نبی کریم ﷺ ایسے اپنے ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے۔

اس طرح سیّدنا سعید بن مسیّب رحمہ اللہ، سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مانند اپنے ہونٹوں کو حرکت دے کر بتلایا کرتے تھے۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے یہ آیت مبارکہ:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ (القیامۃ : ۱۶)

''نازل فرما کر آپ کو ہونٹوں کو حرکت دینے سے منع فرما دیا۔''

آپ ﷺ شدت وحی کی وجہ سے اپنے ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے۔

۲۔ تعلیم نبوی کا مرحلہ:

نبی کریم ﷺ جس ذوق وشوق کے ساتھ سیّدنا جبرئیل علیہ السلام سے اخذ کرتے تھے، اسی اہتمام کے ساتھ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی سکھلا دیا کرتے تھے۔

آپ نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ ہی میں ان تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز فرما دیا تھا۔

ابتداء آپ نے اپنے گھرانے اور مسلمان ہونے والے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم دی۔

جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو یہ تعلیمی سلسلہ دار ارقم میں منتقل ہو گیا، جہاں آپ ﷺ بذات خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم وتربیت کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، اور سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ انہیں دس آیات پڑھاتے تھے، اور جب تک وہ ان دس آیات میں مذکورہ علم وعمل دونوں سے آشنا نہ ہو جاتے تھے ان دس سے آگے نہ گزرتے تھے۔''

صحیح بخاری میں سیّدنا شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ بِضْعًا وَسَبْعِيْنَ سُوْرَةً،

وَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ .))

''اللہ کی قسم! میں نے زبان نبوی سے ستر [۷۰] سے کچھ زیادہ سورتیں اخذ کی ہیں، تمام اصحاب نبی ﷺ جانتے ہیں کہ میں ان میں سے کتاب اللہ کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہوں، اور میں سب سے بہترین نہیں ہوں۔''

نبی کریم ﷺ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ قرآن مجید کو بطریق مشافہت اخذ کیا کریں اور ماہر و متقن قراء کرام سے سیکھیں۔ چنانچہ آپ نے چار ماہر قراء کرام رضی اللہ عنہم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعٍ ، عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَسَالِمٍ مولٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ، وَمُعَاذِبْنِ جَبَلٍ ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ .))

''چار صحابہ سے قرآن مجید اخذ کرو: سیّدنا عبداللہ بن مسعود، سیّدنا سالم مولی ابو حذیفہ، سیّدنا معاذ بن جبل اور سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ ، فَلْيَقْرَأْهُ بِقِرَآئَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ .))

''جو شخص چاہتا ہے کہ قرآن مجید کی اس طرح تروتازہ تلاوت کرے جس طرح نازل کیا گیا ہے، تو اسے چاہیے کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، ان کی قرأت میں پڑھ لے۔''

نبی کریم ﷺ نے سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا، تاکہ لوگوں کو دس دس آیات کی تعلیم دیں۔

جب کوئی نیا شخص مسلمان ہوتا اور آپ ﷺ مسلمانوں کے معاملات میں مصروف ہوتے تو اسے ان ماہر قراء کرام کے حوالے کر دیتے، تاکہ وہ اسے قرآن مجید کی تعلیم دیں۔

سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی سے قبل ہی مدینہ منورہ میں لوگوں کو قران مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

ہجرت نبوی کے بعد یہ تعلیمی سلسلہ مسجد نبوی میں قائم ہوگیا، اور مسجد نبوی کے ہر کونے میں حلقات قرآنیہ کی رونق دوبالا ہوگئی، جس کے سرپرست بذات خود نبی کریم ﷺ تھے۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ الصَّحَابَةُ إِذَا صَلَّوْا الْغَدَاةَ قَعَدُوْا حَلَقًا حَلَقًا ، يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ وَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفَرَائِضَ وَالسُّنَنَ .))

''صحابہ کرام جب نماز فجر پڑھتے تو حلقات میں بیٹھ جاتے، جہاں قرآن مجید پڑھتے اور فرائض وسنن سیکھتے تھے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے، اور وہاں دو حلقے قائم تھے، ایک حلقہ کے لوگ قرآن مجید کی قراءت اور دعا کرنے میں مشغول تھے، جبکہ دوسرے حلقے والے تعلیم وتعلم میں مصروف تھے۔ آپ نے ان حلقات کو دیکھ کر فرمایا:

((كُلٌّ عَلَى خَيْرٍ ، يَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ وَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ ، إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ ، وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ ، وَهٰؤُلَاءِ يُعَلِّمُوْنَ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ ، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا .))

''تمام خیر وبھلائی پر ہیں، یہ لوگ قرآن پڑھتے اور اللہ سے دعا کرتے ہیں، اگر اللہ چاہے تو ان کو دے دے، اور اگر چاہے تو نہ دے، اور یہ لوگ تعلیم وتعلم میں مصروف ہیں، بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

۳۔ مکہ اور مدینہ میں معروف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور:

مکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے براہ راست نبی کریم ﷺ سے تعلیم حاصل کی، قرآن مجید حفظ کیا اور کتاب اللہ کو روایت کیا۔ ان صحابہ کرام کو ماہر قراء کہا جاتا تھا، جو کثیر تعداد میں

موجود تھے، جن میں سے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بئر معونہ پر مظلومانہ حالت میں شہید کر دیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سیّدنا عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ دیگر دس صحابہ کرام، جن میں سے عبداللہ بن معقل المزنی رضی اللہ عنہ قابل ذکر ہیں، کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کو شام روانہ کیا۔

۴۔ امصار اسلامیہ میں تعلیم قرآنی کا فروغ:

آخر کار تمام اسلامی شہروں میں منظم حلقات قرآنیہ معرض وجود میں آ گئے اور نئے مسلمان ہونے والے لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عظام سے بطریق تلقی ومشافہت قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔

ان دنوں قرآن مجید کی قراءت وتفسیر کے اہتمام کے لحاظ سے کوفہ اور مدینہ منورہ تمام اسلامی شہروں سے زیادہ مشہور تھے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی آواز ایسے تھی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ کوئی بستی اور کوئی شہر ایسا نہ تھا...... جن کی حقیقی تعداد صرف اللہ ہی جانتا ہے...... جہاں قرآن مجید کی تعلیم نہ دی جا رہی ہو۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قلم سے مصاحف نسخ کیے گئے، اور سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تعلیم قرآن کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر شہر کے لیے ایک ایک مقرئ متعین کر دیا اور ان کے ساتھ ایک ایک قرآن مجید کا نسخہ بھی روانہ فرما دیا۔ آپ نے سیّدنا ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کو کوفہ روانہ کیا، جہاں وہ ۷۰ سال تک مسند تدریس پر جلوہ افروز رہے۔

اس کے بعد متعدد مدارس قرآنیہ معرض وجود میں آئے، جیسے مدرسہ رشائیہ چوتھی صدی ہجری میں اور مدرسہ وجیہہ ساتویں صدی ہجری میں قائم ہوا۔

چوتھی فصل:

مدارس تحفیظ القرآن میں معلّمہ قرآن کی اہمیت

معلّمہ ایک شرعی ضرورت ہے، کیونکہ ہر وہ چیز جس کے بغیر واجب کی تکمیل نہ ہوتی ہو، وہ بھی واجب ہوتی ہے۔ اور معلّمہ علمی زندگی کی بقاء کا ذریعہ ہے۔ معاشرہ اس کا ایسے ہی محتاج ہے، جیسے انسان پانی کا محتاج ہے۔ قرآن مجید کو عرضاً وسماعاً بطریق تلقی ومشافہت اخذ کرنا واجب ہے۔ جس طرح نبی کریم ﷺ نے سیّدنا جبرئیل علیہ السلام سے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے، تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور تبع تابعین نے تابعین سے، آج تک تمام قراء کرام نے اپنے اساتذہ کرام سے بطریق تلقی ومشافہت اخذ کیا ہے۔

معروف مؤرخ امام ابن خلدون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ الْعِلْمَ بِالْمُشَافَهَةِ أَشَدُّ اسْتِحْكَاماً وَأَقْوٰى رُسُوْخاً .))

"مشافہت کے ذریعے حاصل ہونے والا علم انتہائی مستحکم اور مضبوط رسوخ کا حامل ہوتا ہے۔"

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَ الْعِلْمُ فِيْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ، فَأَصْبَحَ فِيْ بُطُوْنِ الْكُتُبِ، وَأَصْبَحَ مَفَاتِيْحَهُ بِأَيْدِي الرِّجَالِ .))

"علم لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا، پھر کتب کے اوراق میں منتقل ہو گیا، اور اب ان کتب کی چابیاں لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں۔"

معلّمہ اپنی طالبات کے لیے تربیتی میدان میں ایک نمونہ اور دلیل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس پر واجب ہے کہ وہ بردبار، صبر وتحمل کا پیکر، عفت وعصمت کا مجسمہ، اپنی طالبات سے محبت کرنے

والی ان کی ذہنی سطح کے تفاوت میں امتیاز کرنے والی ہو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((خَاطِبُوْا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ .))

''لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کیا کرو۔''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَا یَنْبَغِیْ لِأَحَدٍ أَنْ یَسْکُنَ بَلْدَةً لَیْسَ فِیْهَا مُعَلِّمٌ وَلَا طَبِیْبٌ ، فَالْمُعَلِّمُ لِصِحَّةِ الْأَدْیَانِ ، وَالطَّبِیْبُ لِصِحَّةِ الْأَبْدَانِ .))

''کسی بھی شخص کے لیے کسی ایسی بستی میں رہائش رکھنا مناسب نہیں ہے، جس میں نہ تو معلم ہو اور نہ ہی طبیب ہو۔ کیونکہ ادیان کی صحت کے لیے معلم اور ابدان کی صحت کے لیے طبیب کا ہونا از حد ضروری ہے۔''

اور معلّمہ کی ان صفات کو صرف وہی عورت پورا کر سکتی ہے جو قابل، عفت وعصمت کی پیکر، قول وعمل کی سچی اور عقیدہ صحیحہ کی حامل ہو۔

معلّمہ کا دائرہ عمل:

کامیاب معلّمہ وہ ہے جو معلومات کی فراوانی، مفاہیم کی آسانی اور مراجع کی کتب میں موجود عمیق نکات کی تسہیل کرنے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہو۔

معلّمہ علوم ومعارف اور مہارتوں کو نقل کرنے کا ایک اہم ترین وسیلہ ہے۔ جو اپنی طالبات کو تلقین، صحبت اور تجربات کے ذریعے علم منتقل کرتی ہے۔

مشافہت کا مفہوم:

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَالْمُشَافَهَةُ هِیَ خَاصِیَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ بَیْنَ الْمُعَلِّمِ وَالْمُتَعَلِّمِ ، یَفْتَحُ عَلَی الْمُتَعَلِّمِ بَیْنَ یَدَیِ الْمُعَلِّمِ مِنَ الْعِلْمِ وَالْفَهْمِ مَا لَا یَجِدُهُ بِمُفْرَدِهِ .))

”مشافہت ایک خاصیت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے معلم اور متعلّم کے درمیان رکھ دیا ہے۔ معلم کے سامنے متعلّم پر علم وحکمت کے ایسے ایسے شہ پارے منکشف ہو جاتے ہیں، جن کو وہ تنہا حاصل نہیں کر سکتا۔“

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے تین امور میں اپنے رب کی موافقت کی ہے۔

۱۔ اہل علم کی مجالس میں، کیونکہ معلّمین کے سامنے متعلّمین پر ایسے امور منکشف ہوتے ہیں، جو معلّمین کے بغیر نہیں ہوتے۔

۲۔ متعلّمین میں علم کا یہ نور اتنا ہی باقی رہتا ہے، جتنا کہ وہ اپنے معلّمین کی متابعت کرتے ہیں، اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آتے ہیں۔

۳۔ اور جتنی ان کی اقتداء کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی معلّمہ وطالبہ میں پائی جانے والی ضروری صفات

ا۔ معلّمہ کی صفات:

- طالبات کے درمیان عدل وانصاف: چنانچہ کسی امیر طالبہ کو کسی فقیر طالبہ پر، یا کسی ذہین طالبہ کو کسی کمزور طالبہ پر ترجیح نہ دی جائے۔
- طالبہ کا انٹرویو: نئی آنے والی طالبہ کی تعلیمی قابلیت کو پرکھے بغیر اسے تعلیم نہ دی جائے۔ پہلے اس کی تعلیمی صلاحیتوں کا اندازہ لگایا جائے اور پھر اسی کے مناسب اسے چھوٹی سورتوں سے ابتداء کروائی جائے، چنانچہ سورۃ بقرہ شروع کروانے کی بجائے چھوٹی سورتیں پڑھائی جائیں۔
- طالبات کی خیر خواہی:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ ، قُلْنَا ، لِمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِکِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِهِمْ .))

’’دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے پوچھا: کس کے لیے یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے۔‘‘

چنانچہ معلّمہ پر لازم ہے کہ وہ طالبات کے ساتھ اپنی حقیقی اولاد کی مانند خیر خواہی کرے، ان کے ساتھ شفقت سے پیش آئے، ان سے محبت کرے، ان پر رحم کرے اور ان کی

جسارتوں و گستاخیوں پر صبر کرے۔

❀ دوران قراءت طالبہ کی طرف توجہ ہو۔

معلّمہ کو چاہیے کہ وہ دوران قراءت طالبہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے، اس سے اعراض نہ کرے، کسی سے گفتگو نہ کرے اور اپنے ہاتھوں سے نہ کھیلے۔ یہ اہل قرآن کا اخلاق ہے۔ کیونکہ ان لغو امور سے طالبہ کا اپنے سبق میں اہتمام کمزور پڑ جاتا ہے اور عزیمت جاتی رہتی ہے۔

❀ ایک وقت میں ایک سے زائد طالبہ کا سبق نہ سنے کیونکہ یہ طرز عمل حسنِ تعلم اور تصحیح قراءت میں بہت بڑے خلل کا سبب بنتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ﴾ (الاحزاب : ٤)

''کسی آدمی کے سینے میں اللہ نے دو دل نہیں رکھے۔''

اگرچہ تلقین میں کچھ گنجائش نکالی جاسکتی ہے کہ ایک ہی وقت میں پوری کلاس کو تلقین کی جارہی ہو اور پڑھایا جارہا ہو۔

❀ غلطی پر نرمی کرنا۔

معلّمہ کو چاہیے کہ وہ قاریہ کی غلطی پر سختی نہ کرے، اور اس کا مذاق یا استہزاء اڑانے سے بہت زیادہ اجتناب کرے۔ کیونکہ استہزاء نفرت کا سبب بنتا ہے۔ ممکن ہے وہ طالبہ دوبارہ حلقہ قرآن میں آئے ہی نہ۔

❀ طالبات سے خدمت لینے سے اجتناب کرنا۔

معلّمہ کو چاہیے کہ وہ طالبات سے جسمانی، مالی یا کسی بھی قسم کی خدمت کا مطالبہ نہ کرے اور سختی سے اجتناب کرے۔

امام آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قاری قرآن کو چاہیے کہ وہ اپنے شاگردوں سے کسی بھی قسم کی خدمت کا مطالبہ نہ کرے، ورنہ اس سے اہل قرآن کا اجر ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

۲۔ متعلّمہ کی صفات:

معلّمہ یا مدیرہ مدرسہ کو چاہیے کہ وہ ہر سال کی ابتداء میں تمام طالبات کو قرآن مجید کی طالبہ کے آداب وصفات سے آگاہ کرے اور انہیں ان صفات عالیہ سے مزین ہونے کی ترغیب دلائے، وہ صفات درج ذیل ہیں۔

❀ اخلاص نیت:

طالبہ کو چاہیے کہ وہ اخلاص نیت، تواضع، اور محاسن اخلاق سے مزین ہو۔

❀ معلّمہ کا احترام:

طالبہ کو اپنی معلّمہ کے حق کو پہچاننا چاہیے، وہ اس کے ساتھ انتہائی ادب واحترام سے پیش آئے، خواہ وہ عمر میں اس سے چھوٹی ہو یا بڑی ہو، یا شہرت میں اس سے کم ہو یا زیادہ ہو، اس سے بدتمیزی نہ کرے، امام شافعی رحمہ اللہ کے ایک تلمیذ رشید فرماتے ہیں:

((مَا اجْتَرَأْتُ أَنْ أَشْرَبَ الْمَآءَ، وَالشَّافِعِيُّ يَنْظُرُ إِلَيَّ، هَيْبَةً لَهُ.))

"اگر امام شافعی رحمہ اللہ مجھے دیکھ رہے ہوتے تو ان کی ہیبت ورعب سے مجھے پانی پینے کی جرأت نہ ہوتی۔"

❀ علم کے لیے فراغت:

طالبہ کو چاہیے کہ وہ گھر اور کلاس دونوں جگہ ایسے اسباب سے اجتناب کرے جو اسے تحصیل علم سے روکنے کا سبب بنتے ہوں۔ کیونکہ مصروفیات کی کثرت سے علم ضائع ہو جاتا ہے۔

❀ تحصیل علم پر حریص ہو۔

طالبہ کو چاہیے کہ وہ تحصیل علم پر انتہائی حریص ہو، کلاس سے غیر حاضر نہ ہو، پابندی کے ساتھ حاضری کا اہتمام کرے، بزیادہ وقت دینے کی استطاعت رکھنے کی صورت میں تھوڑے وقت پر اکتفاء نہ کرے۔ کلاس میں معلّمہ سے پہلے ہی آ جائے اور اپنی معلّمہ کا انتظار کرے اور دیے ہوئے سبق کو اچھی طرح یاد کر کے آئے۔

❀ خود پسندی سے اجتناب:

یہ ایک انتہائی خطرناک بیماری ہے جو انسان کے اجر و ثواب کو ضائع کر دیتی ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ حفظ قرآن کی عظیم الشان نعمت سے سعادت مند فرمائے اسے غرور، تکبر، خود نمائی، خود پسندی اور ریا کاری کرنے کی بجائے انتہائی خلوص، عاجزی وانکساری اور تواضع والی زندگی گذارنی چاہیے۔

❀ حسد سے اجتناب:

طالبہ کو چاہیے کہ وہ اپنی ذہین کلاس فیلوز پر حسد نہ کرے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ عزم مصمم، جہد مسلسل اور زیادتی وقت کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرے۔

☆ حسد کا طریقۂ علاج:

آپ کو اس حکمت الٰہی سے بخوبی آگاہ ہونا چاہیے کہ اگر کسی میں کوئی خوبی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ لہٰذا آپ کے لیے اس پر اعتراض کرنا یا اسے نا پسند کرنا ایک غیر پسندیدہ امر ہے۔

مذکورہ بالا صفات تعلیمی وتربیتی اہداف کے حصول میں بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔ جن سے معلّمہ اور طالبہ کا متصف ہونا از حد ضروری ہے۔ تاکہ تعلیم قرآن کو تلقی حفظ اور عمل کے اعتبار سے فروغ حاصل ہو۔

معلّمہ قرآن کی صفات

ا۔ فطری صفات:

[۱]......عقیدے کی درستگی

عقیدے کی درستگی، فطری صفات میں سے سب سے اہم ترین صفت ہے، جس سے متصف ہونا ہر معلّمہ پر واجب ولازم ہے۔ یعنی

- اس کا عقیدہ بدعات وخرافات سے پاک ہو۔
- وہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے رکتی ہو۔
- اطاعت الٰہی پر متوجہ ہو۔
- اور اسلامی اخلاقیات حسنہ سے مزین ہو۔

درستگی عقیدہ کے ثمرات:

- عقیدہ توحید کی بدولت تعلیمی وتربیتی اہداف پایۂ تکمیل تک جا پہنچتے ہیں۔
- اسلام کی محبت پختہ ہوتی ہے۔
- انسان اخلاق قرآن سے متصف ہو جاتا ہے۔
- متعلّمین کے رویئے میں اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔
- یہ عقیدہ پختہ ہو جاتا ہے کہ طاعات سے ایمان بڑھتا اور معاصی سے کم ہوتا ہے۔

[۲]......کتاب اللہ کی تعلیم کا مقصد اور اخلاص نیت۔

اخلاص، دل کے اعمال میں سے، ایک اہم ترین عمل ہے۔ جو اللہ اور بندے کے درمیان ایک مخفی خزانہ ہے۔

☆ اخلاص کی تعریف:

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَلْاِ خْلَاصُ ، هُوَ اسْتِوَآءُ الْأَعْمَالِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ .))

''اخلاص یہ ہے کہ انسان کے ظاہری اور باطنی اعمال مساوی ہوں۔''

☆ اخلاص کی علامت:

اخلاص کی علامت یہ ہے کہ انسان پر مدح وذم برابر ہو۔ اور کتاب اللہ کی تعلیم کے مقصد سے مراد یہ ہے کہ شریعت کا احیاء کیا جائے، حق کا اظہار اور باطل کا ابطال کیا جائے۔ اس امت کی بقاء کثرت حفاظ اور عمل کرنے والے علماء پر منحصر ہے۔ لہٰذا کتاب اللہ کی تعلیم کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا، سنت نبوی کا اِحیاء اور حلال وحرام میں تفریق ہونا چاہیے۔

☆ اصلاح نیت کے ثمرات:

- حدیث نبوی: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ .)) کا تحقق
- حلقات قرآنیہ کے لیے مقرر تربیتی اہداف کا تحقق
- ہر عمل درجۂ عبادت پر فائز ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم: ٤)

''بے شک آپ عظیم خلق کے درجہ پر فائز ہیں۔''

[۳]...... حسن خلق:

حسن خلق ایک ایمانی صفت ہے، جو براہ راست متعلمین پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جس شخص کا اخلاق اچھا ہوتا ہے، اس کے دوست زیادہ اور دشمن کم ہوتے ہیں۔ اور وہ حفظ کے حلقات قرآنیہ جیسے مشکل ترین امور کو بآسانی جاری رکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ .))

''آپ کا اخلاق، قرآن تھا۔''

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ .))

''لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے ملو۔''

امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((يَكُوْنُ فِي الرَّجُلِ عَشْرُ خِصَالٍ تِسْعَةٌ مِنْهَا أَخْلَاقٌ حَسَنَةٌ وَوَاحِدَةٌ سَيِّئَةٌ ، فَتَغْلِبُ السَّيِّئَةُ عَلَى التِّسْعِ الْحَسَنَةِ .))

''آدمی میں دس خصلتیں ہوتی ہیں، جن میں سے نو (۹) خلق حسنہ اور ایک خلق سیئہ پر مبنی ہوتی ہے، پھر وہ ایک بری خصلت نو اچھی خصلتوں پر غالب آ جاتی ہے۔''

[۴]...... تعلیم پر صبر

☆ صبر کی تعریف:

صبر کہتے ہیں مشکلات کی شکایت کرنے سے رک جانا۔

☆ معلّمہ کے صبر کی انواع:

❀ سب سے پہلے معلّمہ اپنے آپ پر صبر کرے، اپنے نفس کو طاعات پر ابھارے اور معاصی اور طالبات پر سختی کرنے سے بچائے۔

❀ پھر اپنی طالبات پر صبر کرے، ان کی جسارتوں اور گستاخیوں پر صبر و تحمل سے کام لے۔

☆ صبر کے ثمرات:

صبر کرنے سے امامت وسیادت کا درجہ حاصل ہوتا ہے، جس کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حصول اجر کا یقین ہو۔

معلّمہ بن جانے کے بعد اس پر قرآن مجید کی تعلیم دینا فرض عین ہو جاتا ہے، لہٰذا اس پر واجب ہے کہ وہ صبر و تحمل کے مادہ سے مزین ہو، ورنہ وہ بشارت نبوی ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ .)) ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن مجید پڑھتا ہے پڑھاتا ہے۔''

کی اس عظیم سعادت سے محروم ہو جائے گی۔

☆ **معلّمہ کے صبر کی علامت:**

❀ یہ ہے کہ وہ طالبہ کا عذر قبول کرتی ہے۔

❀ طالبات کے ساتھ نرمی سے پیش آتی ہے۔

❀ طالبات کے منفی رویوں کو مثبت رویوں میں منتقل کر دیتی ہے۔

❀ اور علاج کے لیے سزا میں تدریج سے کام لیتی ہے۔

[۵]...... طالبات کے ساتھ نرمی وشفقت۔

نفس انسانی اپنے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کی محبت میں کھنچا چلا جاتا ہے۔ جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران : ۱۵۹)

''اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں، اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب اپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا كَانَ الرِّفْقُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَمَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ.))

''کسی بھی شے میں نرمی اسے خوبصورت بنا دیتی ہے، اور کسی بھی شے میں عدم نرمی (سختی) اسے بدصورت بنا دیتی ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ، يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ.))

''کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حُرِمَ الرِّفْقَ حُرِمَ الْخَيْرَ .))

''جو نرمی سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے۔''

☆ نرمی کی علامات:

- غلطی کرنے والی طالبہ سے درگذر کرنا، اور ہر غلطی پر سزا نہ دینا۔
- کسی بھی طالبہ کا مذاق واستہزاء نہ اڑانا۔
- غلطی کے علاج میں تحمل وبردباری سے کام لینا۔
- اپنی طالبات کے ساتھ اپنی حقیقی اولاد کا سا طرز عمل اختیار کرنا۔
- غلطی کی اصلاح کرتے وقت آواز بلند نہ کرنا اور اس کی تشہیر نہ کرنا۔
- حفظ اور دیگر معاملات میں ذہین وغبی طالبات کی ذہنی سطح کا لحاظ رکھنا۔

[٦]......تواضع:

علماء کرام، حضرات انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ .))

''جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((تَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمْتُمْ مِنْهُ وَلِمَنْ عَلَّمْتُمُوْهُ، وَلَا تَكُوْنُوْا جَبَابِرَةَ الْعُلَمَاءِ فَلَا يَقُوْمُ جَهْلُكُمْ بِعِلْمِكُمْ .))

''تم اپنے معلمین اور متعلمین کے سامنے تواضع اختیار کیا کرو، اور جابر وظالم علماء نہ بنو، پس تمہاری جہالت تمہارے علم کے ساتھ کھڑی نہیں ہونی چاہیے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى

أَحَدٍ .))

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی کی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو، حتیٰ کہ کوئی شخص کسی شخص پر فخر کا اظہار نہ کرے۔"

☆ تواضع کے ثمرات:

- عملی تعلیمی اہداف کا تحقق
- تواضع سے متعلمین کے قلوب میں اساتذہ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور اساتذہ و تلامذہ کے درمیان قائم رشتہ تعلیم گہرا ہو جاتا ہے۔
- طلاب کو سمجھنے اور ان کی تربیتی، خاندانی اور مدرسہ جاتی مشکلات کو حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔
- متواضع معلّمہ کو قبول عام حاصل ہوتا ہے۔

[۷]...... متعلمین کے درمیان عدل وانصاف۔

عدل وانصاف کرنا شرعی تقاضا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ﴾ (النحل : ۹۰)

"بے شک اللہ تعالیٰ عدل وانصاف اور بھلائی کا حکم دیتا ہے۔"

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((اِتَّقُوْا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِيْ أَوْلَادِكُمْ .))

"تم اللہ سے ڈرو، اور اپنی اولاد میں عدل وانصاف کرو۔"

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ الْمُعَلِّمَ إِذَالَمْ يَعْدِلْ بَيْنَ الصِّبْيَةِ الْمُتَعَلِّمِيْنَ كُتِبَ مِنَ الظَّالِمِيْنَ .))

"معلم جب متعلّم بچوں کے درمیان عدل وانصاف نہیں کرتا تو اسے ظالموں میں سے لکھ دیا جاتا ہے۔"

☆ عدل کے فضائل:

❀ عدل وانصاف، اتفاق واتحاد کی ضمانت ہے، اور اس سے مزید جہد مسلسل کرنے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

❀ عدل وانصاف کامیابی کے اسباب میں سے ایک اہم ترین سبب ہے۔

❀ عدل وانصاف سے متعلمین کے درمیان باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ وہ ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

☆ عدل کی علامات:

❀ تلاوت سننے میں عدل۔

❀ تقسیم سوالات میں عدل۔

❀ تصحیح اخطاء میں عدل۔

❀ معنوی ومادی انعامات میں عدل۔

❀ توجہ والتفات میں عدل۔

❀ سزا میں عدل۔

۲۔ علم ومعرفت کی صفات:

[ا]......شرعی معرفت:

شرعی معرفت معلمہ قرآن کی شخصیت کے لیے بنیادی صفت ہے۔

☆ شرعی معرفت کی تعریف:

معرفت شرعیہ سے مراد وہ علم شرعی ہے، جس کی معرفت کے بغیر عبادت صحیح نہیں ہوتی، یہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض عین ہے۔ اور معلمہ قرآن کے حق میں زیادہ تاکیدی حکم کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی بنیادی صفات میں شامل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد : ١٩)

''سو (اے نبی!) آپ یقین کر لیں (جان لیں) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

☆ علم شرعی کی اہمیت:

- اللہ تعالیٰ نے عمل سے پہلے علم واجب قرار دیا ہے۔
- علم، قول وعمل کی صحت کے لیے شرط ہے۔ کیونکہ علم نیت کی تصحیح کرتا ہے اور نیت عمل کی تصحیح کرتی ہے۔
- علم شرعی، حضرات انبیاء کرام کی وراثت ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"اَلْأَنْبِیَاءُ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَلَا دِیْنَارًا، إِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.))

''انبیاء کرام نے درہم ودینار کی وراثت نہیں چھوڑی، انہوں نے علم کی وراثت چھوڑی ہے۔ جس نے اس کو لے لیا، اس نے (خیرو بھلائی کا) بہت بڑا حصہ پالیا۔''

☆ معرفت شرعیہ کی اقسام:

- اللہ کے اسماء وصفات اور ان کے ضمن میں وارد توحید کا علم جیسے سورۃ الاخلاص آیۃ الکرسی میں مذکور ہے۔
- ماضی کی خبروں، مستقبل کی پیشین گوئیوں اور عصر حاضر کے مسائل سے متعلقہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا علم، جیسے قرآن مجید کی آیاتِ قصص، آیات وعد وعید اور آیات صفۃ النار والجنۃ میں بیان کیا گیا ہے۔
- قلوب وجوارح کے اعمال کا علم، مثلاً:

(الف)..... ایمان کے احوال

(ب)..... اسلام کے قواعد

- احکام شرعیہ کا علم، معلمہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ فقہ، توحید، عقیدہ، حدیث، تفسیر،

سیرت نبوی، تاریخ اور لغت سے کچھ نہ کچھ ضرور آگاہ ہو، تاکہ وہ ایک کامیاب اور تجربہ کار معلّمہ بن سکے۔

[۲]...... تخصیصی معرفت:

معلّمہ پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم میں متقن اور پختہ ہو، تاکہ حلقات قرآنیہ میں طالبات اس کا احترام کریں۔ تعلیمی میدان مہارت عالیہ کا متقاضی ہوتا ہے تاکہ یہ مہارت تلامذہ کو منتقل ہو سکے، اور جس کے پاس خود کچھ نہ ہو وہ کسی کو کیا دے سکتا ہے۔

لہٰذا معلّمہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرأت قرآنیہ، احکام التجوید، سبب نزول اور معانی مفردات وغیرہ جیسے تخصیصی پہلوؤں سے بخوبی آگاہ ہو۔

اہل علم فرماتے ہیں:

((اَلْعَالِمُ مَنْ عَرِفَ كُلَّ شَيْءٍ عَنْ شَيْءٍ وَشَيْءٍ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ .))

"عالم وہ ہے جو کسی شی کے بارے میں ہر شی کو، اور کسی شی کو ہر شی کے بارے میں جانتا ہو۔"

[۳]...... تربیتی معرفت:

☆ تربیتی معرفت کی تعریف:

یہ تربیتی وتعلیمی اہداف ومقاصد کے حصول میں ایک مضبوط ترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ یہ متعلم کی طبیعت، اسالیب تربیت، مشکلات کے ازالے کے مختلف طرق اور تعلیمی وسائل کے تنوع سے تعلق رکھتی ہے۔

☆ مدارس قرآنیہ میں تعلیمی سطح کی بلندی اور مشکلات کے حل کی کیفیت:

- ان اسباب کی تلاش، جو طالب علم کو غلطی کی طرف مائل کرتے ہیں۔
- مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے وعظ وارشاد کی شکل میں روحانی غذا کی فراہمی۔
- اصلاح نفس کے لیے جدید علاج کی پیروی۔

❀ تربیتی فضا کی فراہمی تاکہ طالب علم حلقات قرآنیہ میں پابندی سے حاضری دے سکے۔

☆ تربیتی معرفت کے فوائد:

❀ تعلیم قرآن فقط حفظ قرآن تک محدود نہیں رہتی، بلکہ طلباء کی حقیقی وعملی زندگی پر اس کے دوررس مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، اور وہ احکام شرعیہ کو اپنے اوپر لاگو کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔

❀ طالب علم کا اخلاق وعمل زمین پر چلتا پھرتا قرآن بن جاتا ہے۔

[۴]......ثقافتی معرفت:

قرآن مجید کے معلم کو دیگر لوگوں سے زیادہ وسیع العلم اور تہذیب وثقافت سے روشناس ہونا چاہیے۔

معلم جس قدر تہذیب وثقافت سے آگاہ ہوگا، اسی قدر طلباء کے مسائل کو حل کرنے، ان کی حوصلہ افزائی کرنے اور انہیں حفظ وتعلم کی ترغیب دینے پر قادر ہوگا۔

اس طرز عمل سے معلمات اور متعلمات کے مابین رشتہ تلمذ اور گہرا ہو جاتا ہے جو زندگی کے ہر لمحے ایک دوسرے کے کام آتا ہے۔

۳۔ خارجی صفات:

[ا]...... بشاشت ومسکراہٹ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ.))

''تیرا تیرے بھائی کے سامنے مسکرانا، صدقہ ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (البقرة: ۸۳)

''اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔''

☆ بشاشت و سچی مسکراہٹ کے فوائد:

- ❀ اس سے دل قریب ہوتے ہیں اور بچھڑے ہوئے مل جاتے ہیں۔
- ❀ معلم و متعلم کے درمیان حسی و معنوی خوشی پیدا ہوتی ہے۔
- ❀ طالب علم اسے اپنے معلم کی طرف سے رحمت و شفقت، محبت اور رضا مندی شمار کرتا ہے۔
- ❀ یہ طالب علم کو امن و سلامتی اور اطمینان قلبی کا اشارہ دیتی ہے۔
- ❀ طلباء کو متاثر کرنے والی اشیاء میں سے ایک مسکراہٹ بھی ہے۔

[۲]...... درست تلفظ اور حسنِ بیان:

معلم قرآن کے لیے یہ ایک ضروری شرط ہے۔ کیونکہ قرآنی تعلیم تلقین و مشافہت پر قائم ہے۔ اگر یہ خاصیت مفقود ہوگئی تو مدارسِ قرآنیہ کے تعلیمی و تربیتی پروگرام میں بہت بڑا خلل واقع ہو جائے گا۔ اس کے بغیر معلمہ قرآن اپنا پیغام آگے تک نہیں پہنچا سکتی۔

شیخ محمد بن یوسف سنوسی رحمہ اللہ سے فتویٰ طلب کیا گیا کہ اگر کوئی معلم ان فنی مہارتوں سے خالی ہے تو کیا وہ تعلیم قرآن دینے کا اہل ہے۔

تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّهُ لَا يَجُوْزُ إِقْرَآؤُهُ إِنْ لَّمْ يَحْكِمْ مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ أَوَّلاً .))

''اگر وہ ابتداءً مخارج کو مستحکم نہیں کر سکتا تو اس کے لیے قرآن مجید کی تعلیم دینا ناجائز ہے۔''

إِنَّ وَاجِبٌ عَلَيْهِمْ مُحَتَّمْ
قَبْلَ الشُّرُوْعِ أَوَّلاً أَنْ يَعْلَمُوْا
مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ وَالصِّفَاتِ
لِيَلْفِظُوْا بِأَفْصَحِ اللِّسَانِ

''ان پر انتہائی واجب ہے کہ وہ شروع کرنے سے پہلے مخارج الحروف اور صفات سکھلائیں، تاکہ فصیح زبان میں تلفظ کر سکیں۔''

قرآن مجید کی صحیح تعلیم وہی معلم دے سکتا ہے جو معروف اغلاط سے مبرّا، اپنے نطق میں فصیح، اپنی تعبیر میں ماہر اور آواز کے اتار چڑھاؤ پر قادر ہو۔ جو معلم ان صفات کا حامل ہو وہ عادت سے زیادہ نہ تو آواز بلند کرتا ہے اور نہ ہی اتنا آہستہ بولتا ہے کہ کسی کو سنائی ہی نہ دے۔ بلکہ وہ انتہائی مرتب اور ترتیل کے ساتھ پڑھتا ہے تاکہ طلباء اس سے مستفید ہو سکیں۔

(ابن جماعة)

[۳]...... جسمانی امراض سے صحت مند:

کیونکہ مختلف امراض معلّمہ اور طالبات کے درمیان قائم رابطے کو منقطع کر دیتی ہیں اور معلمات اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر سکتیں۔

[۴]...... حسن مظہر:

حسن مظہر مسلمان معلم کی بنیادی صفات میں داخل ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لا يَدْخُلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ.))

”جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔“

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ.))

”بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہیں، خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں، تکبر حق کو ٹھکرانے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔“

نبی کریم ﷺ ہمیشہ صاف ستھرے اور نظیف کپڑے پہنتے تھے، اور عموماً سفید لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔

اسلامی تربیتی اصولوں میں، عیدین اور کلاس رومز میں نظافت، زیب وزینت اور صاف ستھرا رہنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ جب حدیث نبوی کا درس دینے کے لیے آتے تو وضو کرتے اور خوبصورت لباس پہن کر آتے تھے، ان سے ان کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا:

((أَمَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَاءً فَيَغْسِلَ بِهٖ ثَوْبَهُ .))

''کیا اس کو پانی نہیں ملا، کہ اس سے اپنے کپڑوں کو دھو لیتا۔''

۴۔ فنی وتربیتی صفات:

[۱]...... تربیتی میدان کی مہارت:

یہ مہارت کسبی ہے، فطری نہیں۔ اس کو عملی تربیت بھی کہا جاتا ہے، بیک وقت فن بھی ہے اور عبادت بھی ہے۔

☆ تربیتی میدان کی مہارت کے فوائد:

- معلّمہ طالبات میں معرفت کا ملکہ پیدا کر دیتی ہے۔
- طالبات کو تعلیم کی اہمیت وضرورت سے روشناس کروا دیتی ہے۔ اور ان کے لیے احکام شرعیہ اور اوامر ونواہی کو واضح کر دیتی ہے۔
- تعلیم وتربیت کے اصولوں کی ماہر معلّمہ طالبات میں سے متردد کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، ضعیفہ کی معاونت کرتی ہے، سست کو چست بنا دیتی ہے اور متفوق کی تعریف کرتی ہے۔

اہم فوائد: ...... اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ طالبات کی انفرادی، اجتماعی، علمی اور ثقافتی تمام ترجیحات کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور وہ مدارس قرآن سے حفظ کے ساتھ ساتھ بیک وقت علم، تہذیب وثقافت اور تربیت کے عظیم الشان اصولوں سے مزین ہو کر نکلتی ہیں۔

معلّمہ یہ مہارت کیسے حاصل کرے؟

معلّمہ کو یہ مہارت اپنی طالبات کی علمی، نفسیاتی اور اجتماعی تربیت کا اہتمام کرنے سے خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔

[۲]...... شخصیت کی قوت:

اس سے مراد معلمہ کا وہ مجموعی رویہ واخلاق ہے، جو وہ اپنی طالبات کے ساتھ روا رکھتی ہے۔ اس میں اس کی شفقت ومحبت، ذہانت وفطانت، ترجیحات ومیلانات اور وہ عادات شامل ہو جاتی ہیں جو انسان کی شخصیت کا تعارف بن جاتی ہیں۔ اب جس قدر اس کی ان عادات وصفات میں اثبات، اکملیت اور قوت ہوگی، اس قدر اس کی شخصیت بھی طاقت ور بن جائے گی۔

☆ معلمہ کی شخصیت کی قوت کے مظاہر:

❀ طالبات کے ساتھ حسن تعامل۔

❀ کلاس اور ادارے کو چلانے کی قدرت۔

❀ بشاشت ومسکراہٹ، تحمل وبردباری، آواز کا رعب، کام کی رغبت، اور کلاس میں طالبات کے ساتھ جسمانی صحت وحسن اداء سے ملاقات۔

❀ ظاہر وباطن میں مطابقت۔

☆ شخصیت کی کمزوری کے مظاہر:

❀ بلند آواز

❀ فضول جملوں کا استعمال

❀ ٹال مٹول کا رویہ

☆ کمزور شخصیت کے نقصانات:

کمزور شخصیت کی حامل معلّمہ تعلیم قران کو جاری رکھنے میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہے۔

[۳]...... عقلی قوت:

یہ صفت معلّمہ کی بنیادی صفات میں داخل ہے۔

☆ ذہین معلّمہ کے فوائد:

❀ ذہین معلّمہ کے پڑھانے سے طالبات کی علمی سطح بلند ہو جاتی ہے، کیونکہ تعلیم قرآن فقط تلقین الفاظ کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ بیک وقت فہم، حفظ اور استنباط کا نام ہے۔

- ذہین معلّمہ مشکلات کو آسانی حل کر لیتی ہے۔
- کامیاب معلّمہ مختلف امور کو ان کے تمام پہلوؤں سے دیکھتی ہے۔
- عقل مند معلّمہ کے پاس، طالبات کی ذہنی و عملی سطح کے مطابق ان کے قلوب واذہان کے مناسب مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اور وہ سنجیدہ و غیر سنجیدہ طالبات کو جان جاتی ہے۔
- وہ طالبات سے ان کی عقلی سطح کے مطابق مخاطب ہوتی ہے۔ عملی طور پر پسماندہ طالبہ اپنے مسائل کے حل کے لیے ایک ذہین معلّمہ کی محتاج ہوتی ہے۔ جو اسے ان مسائل پر غالب کر دیتی ہے۔
- تعلیم قرآن فقط تلقین الفاظ کا نام نہیں ہے بلکہ یہ حفظ، فہم اور استنباط احکام کا نام ہے۔

حلقات قرآنیہ کی ترقی میں معلم کا کردار

❀ معلم کو چاہیے کہ وہ احکام میں سے کوئی ایک حکم بھی طلباء کو بیان کرنے سے کوتاہی نہ کرے۔ کیونکہ اس سے طلباء کا بہت بڑا نقصان ہوسکتا ہے اور قوت اداء پر اس کا بہت بڑا اثر پڑ سکتا ہے۔

❀ جمیع طلاب سے سبق، سبقی اور منزل سننے کا ایک یومیہ پروگرام مرتب کرے، جس میں حفظ میں نمایاں طلباء کا خصوصی دھیان رکھے، جبکہ دیگر طلباء کو بھی نظر انداز نہ کرے، کیونکہ عدل مطلوب ہے۔

❀ حلقہ کو اس انداز میں مرتب کرے کہ طلباء کو آپس میں باتیں کرنے کا موقع نہ ملے، چھوٹے بچوں کو بڑے بچوں سے علیحدہ بٹھائے، تمام طلباء کو اپنی نگاہ میں رکھے، اور ان کے بیت الخلاء جانے کے نظام کو مرتب کرے۔

❀ معلم کو چاہیے کہ طلباء کو روزانہ تلقیناً سبق پڑھایا کرے، کیونکہ یہ طرز تدریس طلباء کی اداء کو بہتر بنانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

☆ دیگر اساتذہ کے تجربات سے استفادہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ﴾ (الانعام: ١٦٥)

''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کے درجات کو بعض پر بلند فرمایا ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ﴾ (النحل: ٧١)

''اللہ تعالیٰ نے رزق میں تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔''

دیگر اساتذہ کرام کے تجربات سے استفادہ کرنے سے کسی استاد کی قدرو قیمت اور جلالت شان میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ اس استاد کے اخلاص اور تواضع پر دلیل ہے۔ سلف صالحین نے حصول علم کے لیے اس میدان میں بڑی شاندار روایات قائم کی ہیں، جن سے کتب سیرت بھری پڑی ہیں۔

کیا سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال نہیں کیا کرتے تھے؟ حالانکہ وہ ان سے افضل تھے۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا:

((أَشِيْرُوْا عَلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ.))

"لوگو! مجھے مشورہ دیا کرو۔"

کیا سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشورہ نہیں دیا کہ پہلے آپ خود نکلیں اور اپنا حلق کروائیں۔؟

مشورہ کرنا شرعی تقاضا ہے، اور مشورہ کرنے والا کبھی پشیمان نہیں ہوتا۔

☆ اس استفادہ کی کیفیت درج ذیل امور میں مخفی ہے:

- اپنے سے زیادہ تجربہ کار لوگوں سے سوال کرنا۔ جیسے اداء کی سطح کو بلند کرنے کے بارے میں پوچھنا۔
- مختلف حلقات کی زیارت کرنا اور ان کے مفید نقاط کو اپنے حلقہ میں نافذ کرنے کی کوشش کرنا۔
- مختلف اداروں میں کروائے جانے والے تربیتی کورسز سے استفادہ کرنا۔
- اپنے سے زیادہ بڑے عالم کو قرآن مجید سنانا۔
- معلمین، خصوصاً ماہر اساتذہ کا اپنے علم کو نہ چھپانا، بلکہ دوسروں کو اپنے تجربات سے بہرہ ور کرنا۔

﴿لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهُ﴾ (آل عمران: ۱۸۷)

"تم اسے ضرور لوگوں کے لیے بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے علم کو چھپانے والے شخص کے لیے آگ کی لگام پہنائے جانے کی وعید بیان فرمائی ہے۔

☆ حلقہ میں موجود طاقتوں کا استعمال:

- کامیاب اور ممتاز معلم وہ ہے جو ان طاقتوں کو اپنے مشن کی بلندی اور کامیابی کے لیے استعمال کرتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف امور سپرد کیے اور انہیں ان کا نگران مقرر کیا۔

پہلے طلباء کی صلاحیتوں کا اندازہ لگایا جائے پھر ان کے مزاج کے مناسب حال حلقہ کی اصلاح کے امور ان کے سپرد کیے جائیں۔ مثلاً:

- اگر کوئی طالب علم سریع الحفظ ہو تو اس سے دیگر طلباء کی نسبت زیادہ سبق سنا جائے اور اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
- طلباء اپنے دوستوں کے ساتھ بڑے غیور ہوتے ہیں، لہٰذا ان کی اس صفت کو استعمال کرتے ہوئے ان کے درمیان مقابلہ کی فضا قائم کی جائے اور انہیں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی ترغیب دی جائے۔
- بعض طلباء مدح وثناء کے عادی ہوتے ہیں، لہٰذا ان کی اس طاقت کو بروئے کار لاتے ہوئے انہیں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا جائے۔
- بعض طلباء کی آواز بڑی خوبصورت ہوتی ہے، مگر وہ حفظ میں کمزور ہوتے ہیں۔ تو ایسے طلباء کی آواز کی خوبصورتی کو بنیاد بنا کر حفظ میں محنت کرنے کی ترغیب دی جائے، مثلاً اسے کہا جائے:

  آپ کی آواز بڑی خوبصورت ہے، کاش کہ آپ حافظ بن جائیں۔

جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو تہجد کی ترغیب دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

''عبداللہ بہت اچھا آدمی ہے، کاش کہ قیام اللیل کی پابندی کرتا ہوتا۔''

- بعض طلباء بڑے مؤدب اور امانت دار ہوتے ہیں۔ معلم ان سے حلقہ کی داخلی

صورتحال، طلباء کی نفسیاتی کیفیت اور برے اخلاق والے طلباء کی اصلاح کر سکتا ہے۔ انہیں دیگر طلباء کے سامنے بطور نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ اور انہیں بھی ان جیسا بننے کی ترغیب دے سکتا ہے۔

❀ تلقین کے باب میں اچھی قراءت والے طلباء سے استفادہ کرنا۔

تعلیم قرآن میں ارتقاء

تعلیم قرآن میں وقتاً فوقتاً جدید طرق تدریس کو اپنانے سے طلباء کی سستی دور ہو جاتی ہے اور وہ چوکس و چوکنا ہو کر تعلیم میں مگن ہو جاتے ہیں۔ ان جدید طرق میں سے چند درج ذیل ہیں:

❀ طلباء کو حلقہ میں اپنی اپنی جگہ بٹھا کر پہلے ایک سے سننا، پھر اس کے بعد والے سے سننا، اور باری باری تمام سے سنتے چلے جانا۔

❀ طلباء کو کاپی حاضری کے مطابق بلا بلا کر سننا۔

❀ ایک طالب علم کو بلا کر اپنے سامنے بٹھا لینا اور اس کا سبق سننا، جبکہ باقی طلباء اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ کر اس کی تلاوت سنیں اور معلم کی اصلاح سے استفادہ کریں۔

❀ طلباء کو دو دو کے گروپوں میں تقسیم کر دینا، وہ دونوں ایک دوسرے کو سنائیں اور تلفظ کی درستگی کروائیں، جبکہ باقی طلباء اپنی جگہ بیٹھ کر ان کی تلاوت سنیں۔

❀ طلباء کو چار چار، پانچ پانچ کے گروپوں میں تقسیم کر دینا۔ اور ان میں سے ممتاز اداء والے طالب علم کو ان پر نگران بنا دینا۔ جو استاد کی نگرانی میں ان سے سنے اور مراجعت کرے۔

❀ طلباء کے درمیان مقابلے کی فضاء قائم کرنا۔

☆ اس باب میں چند تجاویز:

❀ قرآن مجید کے ہر سپارے کے حفظ پر مناسب انعام مقرر کرنا۔

❀ والدین کو اس خوشی میں شریک کرنا اور انہیں ترغیب دینا کہ وہ بھی اپنی بیٹی کی حوصلہ افزائی کے لیے مختلف ہدایا و تحائف دیں۔

❀ طالبات کا باہمی طور پر ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرنا، میں نے اپنی طالبات کا مشاہدہ کیا ہے کہ جب کوئی طالبہ ایک سپارہ حفظ کر لیتی ہے تو وہ اپنی سہیلیوں کو مشروبات ومٹھائی پیش کرتی ہے، جس سے ان سب کی خوشی دوبالا ہو جاتی ہے۔

☆ **ارتقاء کے جدید اسالیب:**

❀ علوم قرآن کی ترویج واشاعت کے لیے ایک ٹی وی چینل قائم کیا جائے، اور اس میں حفظ وتجوید القرآن کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔

❀ قرآن مجید سے متعلق ویب سائٹ قائم کی جائے۔ جس پر علوم قرآن سے متعلق ماہر علماء کرام کے دروس، لیکچرز اور محاضرات نشر کیے جائیں۔ اور ان پروگرامز میں نوجوان طلاب کو زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کیا جائے۔

❀ حلقات تحفیظ القرآن زیادہ سے زیادہ قائم کیے جائیں۔

❀ حسب امکان ہر حلقہ کو ایک کمپیوٹر مہیا کیا جائے اور طلباء کو تدریس قرآن پر مشتمل سی ڈیز وغیرہ سنائی ودکھائی جائیں۔

❀ ہر حلقہ کو ایک آواز ریکارڈر فراہم کیا جائے، جس سے طلباء اپنے تلفظ کی درستگی کر سکیں۔

❀ بجلی چلی جانے کی صورت میں حلقہ میں ہوا اور روشنی کا معقول انتظام ہونا چاہیے۔

❀ حلقہ کی باقاعدہ ماہانہ رپورٹ تیار کی جائے۔

❀ طلباء کے ساتھ معاملہ کرتے وقت تربیتی اسلوب کی پیروی کی جائے۔ مثلاً غیر حاضر رہنے والے طالب علم کو کہا جائے۔ کل آپ خیریت سے تو تھے؟ یا کہا جائے، ''ہم آپ کی آواز سننے سے محروم رہے۔'' وغیرہ وغیرہ

نمایاں طلباء اور ان سے معاملہ کرنے کی کیفیت

☆ نمایاں طلباء کی معرفت کے طرق:

براہ راست معاملہ کرنا، نمایاں طلباء کی معرفت اور ان کی علمی سطح کو جاننے کا سب سے اہم ترین ذریعہ ہے۔ ایسے طلباء درج ذیل امور میں سب سے نمایاں ہوتے ہیں۔

[۱]...... درسی علوم میں امتیاز

[۲]...... اساتذہ کرام کی عزت واحترام

[۳]...... فکری امتحانات میں بلند ادائیگی

[۴]...... رجحانات کی تحدید کے امتحانات

☆ نمایاں طلباء کی معرفت کے وسائل و پروگرامز:

[۱]...... متنوع قسم کے مسابقات منعقد کیے جائیں جو ان کی صلاحیتوں و تجربات کو نکھارنے والے ہوں۔

[۲]...... علمی سطح کا اندازہ کرنے کے لیے مختلف اسالیب اختیار کیے جائیں۔ فقط تذکیر پر اکتفاء نہ کیا جائے۔

[۳]...... حلقات میں جدید طرقِ تدریس کو ترقی دی جائے تاکہ طلباء کی ان میں سے زیادہ زیادہ مشارکت ہو سکے۔

[۴]...... جمعیت کی جانب سے مدارس میں اول آنے والوں کو دعوت دی جائے اور ان کے لیے خاص پروگرام منعقد کیا جائے۔

☆ نمایاں طلباء کے ساتھ معلم کا کردار:

نمایاں طلباء کی معرفت حاصل ہو جانے کے بعد معلم کو چاہیے کہ وہ ان کے لیے مخصوص

پروگرام مرتب کرے، یا انتظامیہ کی جانب سے تیار کیے گئے پروگرامز کو نافذ کرے۔ اور حلقہ کے معلم کو اس امر سے آگاہ ہونا چاہیے کہ وہ انفرادی طور پر طلباء کے ساتھ معاملہ کرنے کو کیسے ممکن بناتا ہے۔ تا کہ کوئی حرج واقع نہ ہو۔ حلقہ کے معلم کو طلباء کے مختلف گروپ ترتیب دینے میں مکمل آزادی ہونی چاہیے۔

☆ نمایاں طلباء کے بارے میں چند معیارات و نصیحتیں:

[۱]...... ایسے طلباء کی سرپرستی کے لیے کسی ماہر استاد کو مقرر کیا جائے، تمام اساتذہ ان کے ساتھ معاملہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔

[۲]...... مخصوص پروگرامز کے ذریعے ان کی تربیت کی جائے۔

[۳]...... ان کے ہاں پیدا ہونے والی مشکلات کا علاج کیا جائے، مثلاً بعض طلباء خود پسندی کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

[۴]...... حوصلہ افزائی کا اسلوب اختیار کیا جائے اور معنوی و مادی انعامات سے نوازا جائے، اس سے طلباء میں آگے بڑھنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔

[۵]...... انفرادی مطالعہ پر توجہ دی جائے اور حسب صلاحیت انہیں کتب کا ہدیہ دیا جائے۔

[۶]...... تمام طلباء کو ان کا حق دیا جائے۔ نمایاں طلباء کے ساتھ اہتمام کرنے کا یہ ہرگز مقصد نہیں ہے کہ دیگر طلباء کے حق میں کوتاہی کی جائے۔

[۷]...... کسی کو مجرد اس کے سوء مظہر کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا جائے۔ کتنے ہی ایسے شخص گزرے ہیں جنہیں نظر انداز کیا گیا اور حقیر سمجھا گیا، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ وہ نمایاں وممتاز ہو کر سامنے آئے۔ قدیم وجدید تاریخ میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

[۸]...... نمایاں طلباء مرتب و منظم امور کو جلد قبول کر لیتے ہیں، لہٰذا معلم کو چاہیے کہ ممکن حد تک ان کی ترقی کی کوشش کرتا رہے۔

[۹]...... حلقات سے باہر بھی دیگر نشاطات میں ان کے ساتھ مشارکت کو یقینی بنایا جائے۔

[۱۰]...... ان کی متوازن تربیت کی جائے تا کہ وہ مختلف حالات وظروف کے لیے تیار رہیں۔

☆ نمایاں طلباء کے اساتذہ کی صفات:

[۱]...... نمایاں طلباء اور ان کے اساتذہ کے درمیان انتہائی گہرا تعلق ہونا چاہیے، کیونکہ محبت کے بغیر تعلیم وتربیت کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

[۲]...... معلم کو وفا، محبت، نرمی، بیدار مغزی، ذہانت وفطانت اور فہم وفراست جیسی عظیم صفات سے متصف ہونا چاہیے۔

[۳]...... نمایاں طلباء ایسے مدرس سے محبت کرتے ہیں جو انہیں مختلف ذمہ داریاں اٹھانے کی اجازت دیتا ہے۔

[۴]...... معلم ان کے تمام سوالات کا تسلی بخش جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اس کے پاس ان کے تجربات کو ترقی دینے کا مکمل پروگرام موجود ہو۔

[۵]...... معلم دور اندیش اور حسن تصرف کا حامل ہو، اس کے لیے ہر طالب علم کے ظروف واحوال کو درست کرنا ممکن ہو۔

[۶]...... اس کی شخصیت جاذب نظر، وسیع الافق اور پرکشش ہو۔

[۷]...... وہ نمایاں طلباء کے ورثاء کے ساتھ کامیاب معاملہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور انہیں ان بچوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا درس دے سکتا ہو۔

☆ نمایاں طلباء سے مثالی استفادہ:

[۱]...... اگر ان میں قائدانہ صلاحیتیں موجود ہوں تو انہیں تدریجاً دیگر طلباء کی قیادت سپرد کر دی جائے۔ اور یہ قیادت حلقہ کے اندر اور باہر دونوں جگہ ہو سکتی ہے۔ مثلاً نمایاں طالب علم کو حلقے کا مانیٹر، استاد کا معاون، یا لائبریری کا ذمہ دار بنا دیا جائے وغیرہ، پھر اسے مزید ترقی دی جائے یہاں تک کہ وہ ایک کامیاب استاد اور مربی بن جائے۔

❀ بسا اوقات طالب علم میں تخلیقی وفکری صلاحیت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا اس صلاحیت کو مختلف

پروگرامز اور نشاطات میں صرف کیا جائے۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اصحاب بدر کی مجلس شوریٰ میں اپنے ساتھ بٹھاتے تھے۔

❀ بعض طلباء میں اجتماعی تعلقات قائم کرنے، روابط رکھنے اور اچھی گفتگو کر لینے کی صلاحیت ہوتی ہے۔اس صلاحیت کو فنڈ جمع کرنے کے میدان میں لگایا جائے۔

❀ بعض طلباء میں خطابت کے جوہر نمایاں ہوتے ہیں، اس صلاحیت کو مساجد میں خطابت اور دروس میں لگایا جائے۔

[۲]......ان کے ذریعے دیگر طلباء کو حلقہ میں لانے کا کام لیا جائے، برابر ہے کہ یہ حلقہ کے طلباء پر محنت کریں یا محلے کے طلباء کو لے کر آئیں۔

☆ طلباء کی حوصلہ افزائی کے طرق:

[۱]......بطور نمونہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے ربط۔

[۲]......مدح، منافست اور مشکلات کا حل۔

[۳]......رجحانات کا جواب اور میلانات کی تحقیق۔

[۴]......اس کی طرف پختہ نظر سے دیکھنا۔

[۵]......طالب علم میں خود اعتمادی پیدا کرنا۔

[۶]......وقار سنجیدگی۔

[۷]......خوشی ومسرت

[۸]...... قصے سنانا

[۹]......اسے کھیل کود کی اجازت دینا۔

[۱۰]......وقتاً فوقتاً امتحان لینا۔

[۱۱]......علم میں مذاکرہ

[۱۲]......اعتدال پر رہنا اور ملامت سے دور رہنا۔

[۱۳]......اسے عادات حسنہ کا عادی بنانا۔

[۱۴]......اس کے نفس میں علم کو پختہ کرنا۔

[۱۵]......بلند مثالیں پیش کرنا۔

[۱۶]......مختلف تعلیمی اسالیب اختیار کرنا اور جدید وسائل استعمال کرنا۔

[۱۷]......طالب علم کی بات دھیان سے سننا اور اس سے پرسکون گفتگو کرنا۔

[۱۸]......انعامات سے نوازنا۔

[۱۹]......غصے اور برے عوامل سے دور رہنا۔

[۲۰]......سب سے مفید امر یہ ہے کہ مثالی اور فائق طلباء کے لیے شیلڈز تیار کرنا اور اس پر ان کے نام لکھنا۔

پانچویں فصل:

مدارس اور حلقات قرآنیہ میں تدریس کی مہارت

معلمہ کا اپنے آپ سے یہ سوال کرنا کہ میں قرآن مجید کی تعلیم کیسے دوں؟ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ معلمہ:

❀ طرق تدریس اور اپنی طالبات کی تعلیم وتربیت کے اسالیب کی معرفت حاصل کرنے پر پرعزم اور تیار ہے۔

❀ وہ ہر اس ذریعے کی متلاشی ہے جو معنوی روح کی بلندی اور دوران حفظ طالبات کو پیش آنے والی مشکلات کے ازالے پر معاون ہو۔

❀ وہ کتاب اللہ اور اخلاق نبوی کا اہتمام کرنے والی ہے۔

❀ وہ اپنی نسبت نبی کریم ﷺ کے ساتھ کرنے والی ہے اور آپ کی اس سنت کو زندہ کرنے والی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا .))

''بے شک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''

اس فصل میں ہم ان بنیادی پہلوؤں وامکانات کا تذکرہ کریں گے جن پر تدریس قرآن مجید کی مہارت کا انحصار ہے مثلاً:

❀ تعلیمی معرفتی پہلو (جس میں صحیح تلاوت، اجمالی معنی اور آیات قرآنیہ کے اسباب نزول آجاتے ہیں)

❀ ادائی مہارتی پہلو (یعنی مختلف تجویدی احکام کو ادا کرنے کی مہارت)

❀ مہارت کے وجدانی پہلو (یعنی آیات قرآنیہ مومنوں کے قلوب پر جو اثر کرتی ہیں)۔

تجرباتی پہلو

ا۔معرفی پہلو:

اس سے مراد تعلیمی مناہج میں مہارت ہے، اور ہمارا منہج عمومی زندگی، علوم اور قانون سب میں کتاب اللہ ہے۔ چنانچہ اسباب نزول، معانی مفردات اور قواعد تجوید وغیرہ کی معرفت حاصل کرنا واجب ہے۔

۲۔مہاری پہلو (ادائی سلوکی پہلو):

اس سے مراد درست علمی ادا کا اہتمام ہے تا کہ طالبات تلاوت قرآن مجید میں مختلف مہارتیں حاصل کر سکیں اور بہترین نتائج تک پہنچ سکیں۔ (مد، قلقلہ، غنہ......)

۳۔وجدانی پہلو:

اس سے مراد عقیدہ، مثالی معاشرتی اقدار اور اخلاق حسنہ سے مزین ہونا ہے۔ عقیدہ میں ایک اللہ کی عبادت کا تصور، اور مثالی اقدار میں صبر و تحمل، ایثار و قربانی صداقت و امانت اور شجاعت و بہادری شامل ہیں۔ اور یہ امور آیات قرآنیہ کے فہم سے حاصل ہوتے ہیں، جو دنیا و آخرت دونوں جہانوں کی بھلائی پر مبنی ہیں۔

☆ معلّمہ کیسے تربیتی مہارت حاصل کرے؟

معلّمہ اگر مذکورہ تینوں تربیتی پہلوؤں کا ادراک رکھتی ہو، طالبات کے ذہنی میلانات اور ان کی فکری سطح سے آگاہ ہو، اور قرآن مجید کے صحیح منہج سے آشنا ہو تو بآسانی تربیتی مہارت کی بنیادیں حاصل کر سکتی ہے۔

❀ تعلیمی عمل کی کامیابی اور اہداف کے حصول کے لیے درج ذیل امور کا تحقق لازم ہے:

[ا]...... تلاوت اور تجوید دونوں اعتبار سے منہج کی تخطیط

[۲]...... رجسٹر حاضری، جس سے کلاس کے داخلی امور انجام دیے جائیں مثلاً تمہید، عرض، تطبیق، تقسیم اور تقدیم وغیرہ۔ (ان اصطلاحات کی تعریف آگے آرہی ہے)

[۳]...... عملی امور، یعنی کلاس کے داخلی اہداف کی تحقیق اور حسب امکان دقت واتقان کے ساتھ محدود وقت کی رعایت رکھنا۔

☆ تخطیط کی تعریف:

تخطیط سے مراد وہ تصور ہے جو تمام تعلیمی عناصر اور ان کے درمیان مضبوط تعلقات کو شامل ہے۔ اور متعین وقت میں مذکورہ اہداف (معرفی، مہاری اور وجدانی) کے تحقق کے لیے منظم منصوبہ بندی پر مشتمل ہے۔

☆ تعلیمی عمل کے ارکان:

[۱]...... معلم

[۲]...... متعلّم

[۳]...... منہج (کتاب اللہ)

[۴]...... تعلیمی عمل کی کامیابی کے لیے وقت۔

اس لیے معلّمہ پر واجب ہے کہ وہ سال کے شروع ہی میں تعلیمی عمل کو پورے سال پر تقسیم کر دے۔ پھر اسے مہینوں، ہفتوں حتیٰ کہ دنوں اور پریڈوں میں بھی تقسیم کرے۔ اور اس تقسیم کے عمل میں مدارس تحفیظ القرآن اور مدارس صباحیہ کے فرق کو ملحوظ رکھے۔ اور یہ فرق درج ذیل امور میں ہوگا۔

[۱]...... یہاں ہر امر میں منہج فقط کتاب اللہ ہے۔

[۲]...... مدارس تحفیظ القرآن میں پریڈ کا وقت مدارس صباحیہ سے مختلف ہوتا ہے۔

[۳]...... عمر اور تعلیم کے اعتبار سے طالبات کی ذہنی سطح مختلف ہوتی ہے۔

☆ تخطیط کے فوائد واہمیت:

[۱]...... تخطیط طلاب کو تعلیم پر متوجہ کرتی ہے، اور انہیں سوء فہم اور تشویش کے نقصانات

سے بچاتی ہے۔

[۲]...... بلند معنوی روحانی تعلیمی اہداف کے حصول میں معلم کی مدد کرتی ہے۔

[۳]...... دائمی فنی ارتقاء پر معلم کی مدد کرتی ہے۔

[۴]...... عمومی اہداف کے حصول اور منہج کے ارتقاء پر مددگار ثابت ہوتی ہے۔

[۵]...... معلم کو تعلیم میں گمراہی سے بچاتی ہے۔

[۶]...... معرفی، مہاری اور تربیتی اہداف کے حصول میں معلم کی مدد کرتی ہے۔

[۷]...... کلاس میں بچوں کے ساتھ معلم کو متعدد مہارتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔

☆ معلم کو حاصل ہونے والی مہارتیں:

[۱]...... طلباء کی استعداد وصلاحیت کو پرکھنے کی مہارت

[۲]...... انفرادی فروق کی بنیاد پر طلباء سے معاملہ کرنے کی مہارت

[۳]...... درس کے مطابق مناسب تعلیمی وسائل کو اختیار کرنے کی مہارت

[۴]...... کلاس کے نظم وضبط کی مہارت۔

[۵]...... درس میں مفید سلوکی اہداف کو نمایاں کرنے کی مہارت۔

☆ تقویم کی تعریف:

یعنی درس میں کی جانے والی غلطیوں کی اصلاح

☆ تقسیم کی تعریف:

یعنی پختہ درس دینا یا اداء کے لیے متعین سطح کے مطابق پڑھانا۔

☆ سلوکی ہدف کیسے نمایاں ہوگا؟

سلوکی ہدف بطریق معادلہ نمایاں ہوگا۔ مثلاً کوئی طالبہ حرف فاء کو اس کے اصلی مخرج سے صحیح شکل میں ادا کرے۔

اگر کوئی طالبہ ہر حرف کو اس کے اصلی مخرج سے صحیح شکل کے ساتھ ادا کر لیتی ہے تو گویا کہ تعلیمی ہدف حاصل ہو گیا ہے۔ یہاں اہداف کا حصول ہی معلمہ کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

☆ وجدانی پہلو میں مستعمل افعال:

❀ تتقبل: وہ قبول کرے۔

❀ تستجیب: وہ قبول کرلے۔

❀ تنسق: وہ مرتب کرے۔

❀ تتفاعل: وہ مطیع ہو جائے۔

❀ تستشعر: وہ سمجھے۔

❀ تشارك: وہ شریک ہو جائے۔

☆ مہاری پہلو میں مستعمل افعال:

❀ تتقن: وہ متقن ہو جائے۔

❀ تتمکن: وہ متمکن ہو جائے۔

❀ تطبق: وہ تطبیق دے دے۔

☆ معرفی پہلو میں مستعمل افعال:

❀ ان تذکر: وہ یادر کھے۔

❀ تتعرف: وہ پہچان لے۔

❀ تفهم: وہ سمجھ جائے۔

❀ تقارن: وہ مقارنہ کرے۔

❀ تربط: وہ مربوط کرے۔

❀ تعدد: وہ شمار کرے۔

❀ تقیس: وہ قیاس کرے۔

☆ مہارت کی تعریف:

مہارت سے مراد کسی محدد کام کو اس کے محدود وقت میں دقت و اتقان کے ساتھ بغیر کسی غلطی کے ادا کرنے کی صلاحیت کا ہونا ہے۔

☆ **تمہید کی تعریف:**

تمہید سے مراد یہ ہے کہ درس کے موضوع اور اہمیت کے بارے میں طالبات کے اذہان کو تیار کرنا۔

☆ **اچھی تمہید کی صفات:**

[ا]...... وہ طلباء کی عمر اور ان کی ذہنی سطح کے مناسب ہو۔

[۲]...... وہ باعث اشتیاق ہو، جس سے طلباء اپنے درس میں مشغول ہو جائیں۔

[۳]...... وہ نئے سبق تک پہنچنے کا ذریعہ ہو۔ یعنی وہ تمہید سابق سبق کو نئے سبق کے ساتھ مربوط کر دے۔

[۴]...... السلام علیکم کے ساتھ شروع کی گئی ہو۔ اس میں ذہنی طور پر غائب طلباء سے سوالات کیے جائیں تا کہ تمام طلباء ہمہ تن گوش ہو کر اسے سنیں۔

☆ **عرض کی مہارت:**

[ا]...... درس کے عمومی افکار بار بار دہرانا (خواہ تلاوت ہو یا تجوید ہو)

[۲]...... آیات قرآنیہ کو بلیک بورڈ پر لکھنا تا کہ ان کا حفظ آسان ہو جائے۔ لیکن یاد رہے کہ وہ آیات زیادہ لمبی نہ ہوں۔

[۳]...... اجمالی معنی کی شرح

[۴]...... مشکل الفاظ کی کتابت

تجوید:

تجوید کے سبق میں پڑھنے جانے والے قاعدہ کا اعلان اور اس کی بلیک بورڈ پر کتابت۔

عناصر:

[ا]...... تختیوں کو واضح کرنا یا مثالوں کو بلیک بورڈ پر لکھنا۔

[۲]...... معلّمہ کا مجود محقق تلاوت کرنا۔

[۳]...... اس تلاوت میں بیان کیے گئے احکام کی وضاحت کر دینا۔

❀ اور عرض درج ذیل تعلیمی طرق کے استعمال سے مناسب ہوتا ہے۔

الطریقة الإلقائیة

الطریقة الإستجوابیة

الطریقة الإستنتاجیة

الطریقة المشترکة

☆ کامیاب تعلیمی عملی طریقہ کی شروط:

[۱]...... وہ تعلیمی طریقہ درس کے مادہ اور موضوع سے موافق ہو، کیونکہ ہر مادے کا اپنا ایک طریقہ ہے۔

[۲]...... اس کے اہداف اپنی تمام انواع (معرفی، مہاری اور وجدانی) کے ساتھ واضح ہوں۔

[۳]...... معلّمہ اور طالبہ دونوں ہی اس کو پریڈ کے متعین وقت میں انجام دینے پر قادر ہوں۔

[۴]...... معلّمہ، طالبہ کی زمانی وفعلی عمر کی رعایت رکھے تاکہ وہ بھی تعلیمی عمل میں شریک ہو سکے۔

[۵]...... وہ طریقہ طالبات کی نشاط اور مشارکت کا ذریعہ ہو۔ اس طریقے سے طالبات کی صلاحیتیں اور مہارتیں نکھر کر سامنے آ جاتی ہیں۔

☆ دفتر المعلمة کی تعریف:

یہ دراصل معلّمہ کی محنتوں کوششوں اور صلاحیتوں کی سچی تصویر ہوتی ہے جو اس نے کلاس میں روزانہ پورا سال انجام دی ہوتی ہیں۔

☆ حاضری رجسٹر کی تقسیم:

[۱]...... ہر مادہ کے دروس کی تعداد (تجوید، تلاوت)

[۲]...... پورے سال کے دروس کی تقسیم اور اس مادہ کے عمومی اہداف کی کتابت۔

[۳]......درس کی حاضری مثلاً

- اہداف کی کتابت۔
- تمہید: جس میں سابقہ ہوم ورک کی تصحیح اور اگلے درس سے ارتباط ہو۔
- عرض: معلّمہ اور طالبات کی جانب سے مثالوں کی کتابت وقراءۃ
- تطبیق ومناقشہ: اس میں طالبات سے پہلی مثالوں سے ملتی جلتی مثالیں پیش کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
- تقدیم: سمجھ نہ آنے والے امور کی وضاحت کی جائے۔
- ہوم ورک: جو درس والی سورۃ کے احکام پر مشتمل ہو۔

القاءدرس کے طرق

ا۔القائی طریقہ (اخباری):

یہ طریقہ ان پڑھ اور چھوٹی بچیوں کے زیادہ مناسب ہے۔ اس میں معلّمہ مسلسل معلومات دیتی رہتی ہے اور طالبات کو اپنے ساتھ شریک نہیں کرتی۔ اس طریقہ میں تمام محنت معلّمہ کو کرنا پڑتی ہے۔ مثلاً تلاوت قرآن میں طالبات سے غنہ ادغام اور مد وغیرہ پوچھے بغیر انہیں درست پڑھانا۔

۲۔استقرائی طریقہ (استنباطی):

یہ طریقہ یونیورسٹی اور ثانوی کلاسز کی طالبات کے زیادہ مناسب ہے۔ اس میں معلّمہ درس یا مطلوب قاعدہ کے متعلق متعدد مثالیں اور آیات قرآنیہ پیش کر دیتی ہے اور قاعدے کا استنباط طالبات پر چھوڑ دیتی ہے۔ اس طریقے کا امتیاز یہ ہے کہ یہ جزء سے کل کی طرف، آسان سے مشکل کی طرف اور معلوم سے مجہول کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس طریقہ میں معلّمہ، طالبہ کو بحث واستقراء کے ذریعے جامع تعاریف، احکام وقواعد اور حقائق سے روشناس کرواتی ہے۔ وہ جزئیات میں بحث کرتی ہے تاکہ طالبہ، معلّمہ کا مقصود قاعدے تک پہنچ جائے، اور وہ درس اس کے ذہن میں پختہ ہو جائے۔

۳۔استنتاجی طریقہ:

یہ طریقہ مبتدی اور عقل کو استعمال نہ کرنے والوں کے لیے مفید ہے۔ اس میں کل سے جزء کی طرف انتقال ہوتا ہے۔ پھر مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۴۔جملی طریقہ:

یہ طریقہ تمام سطحوں کے طالب علموں کے لیے مساوی ہے۔ اس میں معلّمہ آیت کے

جملے کی شکل میں ایک حرف لاتی ہے، جس کا درس دینا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً ((الطاقة)) سے حرف "طاء" ہے۔ پھر وہ اس حرف کو کلمہ سے علیحدہ کر کے اور کلمہ کے ساتھ ملا کر دونوں طرح سے پیش آنے والے اس کے احکام بیان کرتی ہے اور عملی تطبیق پڑھ کر سناتی ہے۔

ملاحظہ:

ان طرق کو پیش کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے، لیکن ایک نمایاں معلّمہ تمہید، عرض اور مناقشہ سمیت درس کے مختلف مراحل میں ان طریقوں (القائی استنباطی اور استخراجی) میں سے کوئی مناسب طریقہ اختیار کرسکتی ہے۔

۵۔ قیاسی طریقہ:

اس طریقہ میں معلّمہ پہلے ایک حکم کی شرح کرتی ہے، پھر اس حکم کی وضاحت کے لیے مختلف مثالیں لاتی ہے، حتیٰ کہ وہ حکم طالبات کے اذہان میں پختہ ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ میں طالبات کی کوئی قابل ذکر مشارکت نہیں ہوتی ہے۔ اس میں کلی معنی سے جزئی معنی کی طرف انتقال ہوتا ہے۔

٦۔ استجوابی طریقہ:

اس طریقہ میں موضوع سے متعلق سوال وجواب کے ذریعہ حکم کی وضاحت کی جاتی ہے۔ (یعنی سوال وجواب کے ذریعہ درس کے موضوع پر آیات کا انطباق کیا جاتا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے سب سے پہلے مثالی معلم ہیں۔ آپ ﷺ نے بکثرت اس طریقے کو اختیار فرمایا۔ آپ صحابہ کرام کو جب کوئی اہم چیز سکھانا چاہتے تو پہلے ان سے سوال کرتے، جب وہ "اللّٰہ ورسوله أعلم" کا اظہار کرتے تو آپ ﷺ ہیں معاملے کی خبر دے دیتے۔

ملاحظہ:

زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ معلّمہ کو درس میں تینوں طرق (القائی، استقرائی اور قیاسی) پر اعتماد کرنا چاہیے۔ کیونکہ طالبہ جس طرح درس کے ابتدائی مراحل میں استقرائی طریقے کی

محتاج ہے۔اسی طرح نہائی مرحلہ میں قیاسی کی محتاج ہے، اور یہ دونوں طریقے القائی طریقے کے مظاہر سے خالی نہیں ہیں۔

اسی طرح معلم کو چاہیے وہ تطبیق ومناقشہ اور استنباط احکام کے مرحلہ میں استجوابی طریقہ درس کو اختیار کرے۔

درسِ تلاوت کی مشق

مقدمۃ الدرس:

سورۃ قدر میں مرتب اہداف

ا۔ معرفی اہداف:

❀ طالبہ کو اس بات کا علم ہو جائے کہ قرآن مجید لیلۃ القدر کو اکٹھا آسمان دنیا پر نازل کیا گیا۔

❀ طالبہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۲۔ مہاری اہداف:

❀ طالبہ لفظ ((إنّـا)) کے نون میں غنہ کرنے اور لفظ ((انـزلنـاه)) کے نون میں اخفاء مع الغنہ کی ماہر ہو جائے۔

❀ طالبہ نون مشدّد میں ادغام کے غنہ اور حرف زاء کے قریب اخفاء کے غنہ کی آوازوں سے آگاہ ہو جائے۔

۳۔ وجدانی اہداف:

❀ طالبہ لیلۃ القدر میں بشارت محسوس کرے۔

❀ اور لیلۃ القدر میں نزول ملائکہ کا یقین رکھے۔

تمہید:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ سب کیسی ہیں؟...... آج کون غیر حاضر ہے؟...... کیا آپ نے نماز عصر پڑھ لی ہے؟......

بسم اللّٰہ والحمدللّٰہ والصلاۃ والسلام علی سیّدنا محمد المبعوث رحمة للعالمین وبعد......

ہم نے گذشتہ درس میں سورۃ البینہ پڑھی تھی، جس میں مومنوں اور کافروں کے انجام کا ذکر کیا گیا تھا۔ ہمارا آج کا درس (سبق) سورۃ القدر ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (القدر: ۳)

''لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

پھر لیلۃ القدر کی فضیلت اور نزول قرآن کی عظمت کو بیان کیا جائے۔

حکمة الیوم:

''لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿إِنَّآ أَنزَلْنٰهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾

مرحلة العرض:

[۱]...... معلمہ بلیک بورڈ پر لکھی آیات سے قراءت کرے، ان کے اجمالی معنی کی تشریح اور مشکل الفاظ کے معانی بتائے۔ اس کے ساتھ ساتھ سورۃ میں موجود احکام تجوید اور علامات تجویدیہ کی شرح کرے۔

[۲]...... معلمہ تمام طالبات کو ایک ایک آیت کر کے اکٹھا پڑھائے اور طالبات اس کے

پیچھے پیچھے پڑھیں، اور اگر کسی طالبہ سے خطا سنے تو کو اس کی تصحیح کروائے۔ پھر طالبات کو مختلف گروپس میں تقسیم کر دے اور انہیں پڑھائے۔

[۳]...... کسی نمایاں طالبہ کو پڑھنے کا کہے تا کہ دیگر طالبات بھی درست پڑھنے کی کوشش کریں، پھر کسی اور طالبہ سے پڑھنے کو کہے۔

[۴]...... ضروری سبق کی سماعت کرے۔ یعنی ہر طالبہ سے اس کا سبق سنے، اس کی غلطیوں کی اصلاح کرے۔ غلطی پر پہلے متنبہ کرے تا کہ طالبہ خود ہی تصحیح کرے۔ اگر وہ غلطی نہ پہچان سکے تو اس کی کلاس فیلو کسی دوسری طالبہ سے صحیح کروائے، اگر وہ بھی نہ پہچان سکے تو پھر معلّمہ خود غلطی کی اصلاح کرے اور اس کی کیفیت کی وضاحت کر دے۔

[۵]...... تقسیم کا مرحلہ: معلّمہ سورۃ القدر میں آنے والے قواعد تجوید مثلاً غنہ، مد اور قلقلہ کی مانند دیگر مقامات سے متعدد مثالیں دینے کی کوشش کرے تا کہ طالبات کی مشق ہو جائے۔

[۶]...... تقویم کا مرحلہ: احکام تجوید کی تحقیق کے لیے مسلسل کوشش کرتی رہے، یہاں تک کہ طالبات کو پختہ یاد ہو جائیں۔

[۷]...... ہوم ورک: اس میں سورۃ القدر کے حفظ کے ساتھ ساتھ استنباط احکام کا ہوم ورک دیا جائے۔

المعنی الاجمالی:

سورۃ القدر مکی ہے۔ اس میں نزول قرآن کی ابتداء کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے بیت العزت آسمان پر اکٹھا نازل فرما دیا۔ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس رات جبرئیل سمیت اللہ کی رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور اس سال کے خیر و شر و رزق کے فیصلے کر دیے جاتے ہیں۔

معانی المفردات:

- لیلۃ القدر: یعنی حکم اور تقدیر والی رات جس میں پورے سال کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔

❀ الروح فیها: یعنی جبرئیل اس میں نازل ہوتے ہیں۔

علامات تجوید:

((مد، غنه، قلقله، تفخیم))

تلاوت کی معروف اخطاء میں سے ایک خطاء یہ بھی ہے کہ ((انا)) پر غنہ نہ کیا جائے اور ((انزلناه)) کے ہمزہ قطعی میں تسہیل کر دی جائے۔

ضروری ہے کہ بلیک بورڈ پر صحیح اور غلط دونوں الفاظ لکھے جائیں۔ پھر اخطاء کو مٹا دیا جائے اور درست کو بلیک بورڈ پر چھوڑ دیا جائے۔

درس تجوید کی مشق

کلاس کی سطح: مبتدی طالبات

مقدمہ درس: مراتب تفخیم

مراتب تفخیم کے درس سے حاصل ہونے والے اہداف

ا۔ معرفی اہداف:

❀ طالبہ حروف تفخیم اور مراتب تفخیم کو پہچان لے۔

❀ طالبہ پانچوں مراتب تفخیم کا باہم مقارنہ کرے۔

❀ طالبہ نسبی تفخیم اور اس کے حروف کو مراتب تفخیم کی تقسیم سے ممتاز کر سکے۔

۲۔ مہاری اہداف:

❀ طالبہ تفخیم کی ادائیگی کے مختلف مراتب کی ماہر جائے۔

❀ طالبہ کے لیے تفخیم نسبی کی درست ادائیگی ممکن ہو۔

۳۔ وجدانی اہداف:

❀ طالبہ حروف تفخیم کے مختلف مراتب کی ادائیگی سے عظمت قرآن کو سمجھ لے۔

❀ طالبہ قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت اور عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔

تمہید:

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته!

آپ سب کیسی ہیں؟...... آج کون غیر حاضر ہے؟...... کیا تم نے غیر حاضر ہونے والیوں سے کل کچھ پوچھا تھا؟......

بسم الله، والحمدلله والصلاة والسلام علی سیّدنا محمد المبعوث رحمة للعالمین وبعد!

گذشتہ سبق میں ہم نے حروف قلقلہ اور مراتب قلقلہ پڑھے تھے، اسی طرح حروف استعلاء ((خص، ضغط، قظ)) پر کچھ نظر ڈالی تھی۔

آج ہم مراتب تفخیم کو دیکھیں گے تا کہ حروف استعلاء کی تفخیم کی عملی مشق بھی ہو جائے۔

حکمۃ الیوم:

زندگی بھر کی ریاضت کا لہو لگتا ہے
اتنا آسان نہیں قاریٔ قرآن ہونا

درس کے عناصر:

تفخیم کی تعریف:...... تفخیم سے مراد یہ ہے کہ حرف کی ادائیگی کرتے وقت آواز کو سخت اور موٹا کر دینا بایں طور پر کہ اس حرف کی ادائیگی سے منہ بھر جائے۔

حروف تفخیم:

((خص، ضغط، قظ))

مراتب تفخیم:

پہلا مرتبہ: حرف استعلاء مفتوح مابعد الف جیسے طاب، غَافِر، قَاهِر

دوسرا مرتبہ: حرف استعلاء مفتوح بدون الف جیسے ضَرب، غَفر، خَسر

تیسرا مرتبہ: حرف استعلاء مضموم جیسے صُرفت، القُبور

چوتھا مرتبہ: حرف استعلاء ساکن جیسے یختلفون ، واختلاف

پانچواں مرتبہ: حرف استعلاء مکسور جیسے خیانۃ ، خلاف ❶

علامات تجوید:

مد، غنہ، قلقلہ، تفخیم

مبتدئات کی معروف اخطاء:

مبتدئات سے عموماً آواز کی پختگی اور زبان کی بلندی میں غلطی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا انہیں حروف تفخیم بار بار پڑھائے جائیں۔ پہلے حروف استعلاء والے کلمات کی مشق کروائی جائے۔ پھر ایک ایک حرف کو لے کر تمام مراتب تفخیم کی مشق کروائی جائے۔

مرحلۃ العرض:

سورۃ الطارق سے چند مثالیں:

﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝﴾

(الطارق : ٥)

یہ مثالیں استقرائی اور استنباطی دونوں طریقوں سے پڑھائی جائیں۔

پہلے معلمہ خود قراءت کرے، جس میں احکام تجوید خصوصاً حروف استعلاء اور مراتب تفخیم کا خصوصی خیال رکھے۔ اور ہر ہر حرف کی تفخیم کو وضاحت کے ساتھ سمجھائے، حتیٰ کہ طالبات مراتب تفخیم کو اچھی طرح سے سمجھ لیں۔

پھر کسی نمایاں طالبہ کو قراءت کا حکم دے اور اسے نئی مثالیں پیش کرنے کا کہے تاکہ دیگر طالبات اس کی تقلید میں مراتب تفخیم سے بخوبی آگاہ ہو جائیں۔

درست ادائیگی سے مراتب تفخیم مستنبط کیے جائیں اور طالبات سے سوال کیا جائے کہ:

((الطارق))، ((الأرض)) اور ((فلینظر)) ان تینوں حروف میں سے کس کا مرتبہ تفخیم

---

❶ بغیۃ الکمال شرح تحفۃ الأطفال للشیخ اسامۃ عبدالوھاب.

زیادہ قوی ہے۔ مفتوح بعدہ الالف کا یا مکسور کا یا مضموم کا۔

مرحلۃ التطبیق:

طالبات سے سورۃ الغاشیۃ میں سے حروف استعلاء نکلوائے جائیں اور پہلے تینوں مراتب تفخیم کے بارے میں پوچھا جائے۔

تقسیم کا مرحلہ:

طالبات سے مراتب تفخیم کی مشق سنتے ہوئے ان کی غلطی نکالنا اور درست ادائیگی تفخیم کی نشاندہی کرنا، اور طالبات میں ان احکام کی ادائیگی کی مہارت پیدا کرنا۔

تقویم کا مرحلہ:

دوران سبق آنے والی غلطیوں کی اصلاح کرنا، یعنی سبق کے دوران مراتب تفخیم یا اداء معلّمہ میں سے جن امور کی طالبات کو سمجھ نہ آئی ہو، دوبارہ ان کی شرح کر دینا، یہاں تک کہ ان احکام کی مکمل شکل میں تطبیق ہو جائے۔

ہوم ورک:

سورۃ الشمس سے پہلے تین مراتب تفخیم کا استخراج

تعلیم قرآن مجید میں قلبی اہداف

[۱]...... معلم کو چاہیے کہ مشقی تلاوت کے دوران طلباء کے سامنے انتہائی خضوع وخشوع کا اظہار کرے۔

[۲]...... وعید اور جہنم کی صفات پر مشتمل آیات کی تلاوت کے وقت خوف کا اظہار کرے۔

[۳]...... نعمت اور جنت کی صفات پر مشتمل آیات کی تلاوت کے وقت اظہار مسرت کرے۔

[۴]...... معلم طلباء پر واضح کرے کہ قرآن مجید کتب سماویہ میں سے سب سے آخری کتاب ہے۔

[۵]...... ساتھی طلباء کی تلاوت انتہائی خضوع وخشوع اور اطمینان سے سنی جائے۔

[۶]...... آیات قرآنیہ میں مذکور احکام پر محبت واخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی سچی رغبت رکھی جائے۔

[۷]...... معلمہ کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید کی بہت زیادہ تعظیم کرے، تاکہ طالبات کے قلوب واذہان میں بھی کلام الٰہی کی عظمت پیدا ہو۔

ملاحظہ:

یہ تعلیم قرآن مجید کے وجدانی اہداف ہیں۔

مناسب وضاحتی وسائل

مناسب وضاحتی وسائل کا استعمال تعلیمی عمل کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔

وضاحتی وسائل کی اہمیت:

❀ ان وسائل کے استعمال سے مکمل اہداف کے حصول میں آسانی ہو جاتی ہے۔

❀ تھوڑی محنت سے زیادہ اہداف حاصل ہو جاتے ہیں۔

❀ اہداف کا حصول جلدی ممکن ہو جاتا ہے۔

وضاحتی وسائل کی انواع:

[۱]...... معلمہ کی مشقی تلاوت: (یہ براہ راست سب سے پہلا مرحلہ ہے)۔

[۲]...... کیسٹ سے کسی مجود قاری کی مشقی تلاوت: (یہ بالواسطہ وسیلہ ہے)۔

[۳]...... احکام کی وضاحت کے لیے مختلف رنگوں کے ذریعے بلیک بورڈ کا استعمال۔

[۴]...... تحقیق مشافہت کے لیے ویڈیو اور ٹیلی ویژن کی تصاویر سے استفادہ۔

[۵]...... خاکوں کا استعمال: احکام کی وضاحت کے لیے مختلف خاکے بنا کر طالبات کو سمجھایا جائے۔ مثلاً مراتب مد کا خاکہ مراتب تفخیم کا خاکہ مراتب قلقلہ اور مراتب غنہ وغیرہ کے خاکے، احکام کو سمجھنے کا یہ ایک آسان ترین ذریعہ ہے۔

تلاوت کے مراحل:

[۱]...... معلمہ مضمون درس کی آیات کے تلاوت کرے۔

[۲]...... ان آیات کے اجمالی معنی کی وضاحت کرے۔

[۳]...... مصحف میں لگی علامات وقف کی طرف اشارہ کرے۔

[۴]...... پوری کلاس کو اکٹھی اور گروپس میں تلاوت کروائے، پھر فرداً فرداً ایک ایک کو

تلاوت کروائے۔

تجوید کے اہداف:

[۱]...... طلبہ کو اس لب ولہجہ میں قرآن مجید کی تعلیم دینا، جو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو سکھلایا تھا۔

[۲]...... مخارجِ حروف اور حرکات کے ضبط پر طلباء کی صلاحیتوں کو ترقی دینا۔

[۳]...... تمام تجویدی مہارتوں کا متعلمین کی زبانوں کو عادی بنانا اور ہر حکم کو اس کی لسانی مہارت دینا، بسا اوقات ایک حکم کی ایک سے زائد مہارتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً حکم اقلاب کی تین مہارتیں ہیں:

(ا)..... نون ساکن یا نون تنوین کو میم سے بدلنے کی مہارت

(ب)..... تشدید سے بچتے ہوئے باء سے پہلے میم ساکن میں اخفاء کی مہارت

(ج)..... غنہ کا اظہار

[۴]...... معلم پر لازم ہے کہ وہ ان مہارتوں کے اتقان میں اپنے تلامذہ کی خوب تربیت کرے اور انہیں زیادہ سے زیادہ مشق کروائے تا کہ وہ ان تمام مراتب کو درست ادا کر سکیں۔

درس تجوید کو احکام تجوید کے ساتھ تطبیق دینے کے مراحل:

- ترتیل، تدویر، حدر اور ان کی شرح
- اہداف کی وضاحت
- تمہید
- مناقشہ واستنباط
- تطبیق
- تقسیم
- تقویم
- ہوم ورک

☆ سوال کرنے کی شروط:

[۱]......سوال مناسب اور درس کے اہداف سے مربوط ہو۔

[۲]......وہ سوال فکر کی تربیتی یا عملی اقدار کو وسعت دینے والا ہو۔

[۳]......سوال کے اندر اس کا جواب مخفی نہ ہو۔

[۴]...... معلّمہ کثرت سے سوال کرے کہ ایسا کیسے ہے؟ اور کیوں ہے؟ اور اس کا جواب ایک کلمہ (ہاں) یا (نہیں) میں نہیں ہونا چاہیے۔

[۵]......سوالات، طالبات کی علمی سطح کے مناسب ہوں۔

[۶]......سوال متنوع المعنی نہ ہو، بلکہ ایک ہی معنی سے متعلق ہو۔

[۷]......سوال مکرر نہ ہو۔

☆ دوران سوال ملحوظ رکھے جانے والے امور:

[۱]......سوال تمام طلباء سے پوچھا جائے، اور اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ بعض طلباء نے معرفت کے بغیر ہی ہاتھ اٹھا رکھا ہے، جو ان کی خود اعتمادی پر دلالت کرتا ہے۔

[۲]...... جواب دینے میں سوچنے کے لیے مناسب وقت دیا جائے۔

[۳]...... کسی طالبہ سے استہزاء یا مذاق کے انداز میں سوال نہ کیا جائے۔

[۴]...... ایک ہی اسلوب پر تمام سوالات نہ پوچھے جائیں۔ بایں طور پر کہ طلباء اندازے سے ہی ان کا جواب دینے لگیں۔

حفظ قرآنِ مجید کے طرق

پہلا طریقہ، کلی طریقہ:

یہ مضبوط حافظہ والے بچوں کے لیے، اور چھوٹی سورتوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں حفظ کے لیے مقرر آیات کے شروع سے آخر تک ایک ہی دفعہ تلاوت کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ آیات حفظ ہو جائیں۔ اس میں اجزاء یا تکرار نہیں ہوتا۔

اس طریقے کے فوائد:

[۱]...... مقررہ سبق اکٹھا یاد ہو جاتا ہے۔

[۲]...... حفظ پر ترغیب پیدا ہوتی ہے۔

[۳]...... حفظ پختہ ہوتا ہے۔

[۴]...... تمام آیات پر توجہ ایک جیسی ہوتی ہے۔

نقصانات:

[۱]...... کمزور طلباء کو تھکا دیتا ہے۔

[۲]...... انتہائی ذہانت وفطانت اور استعداد کا متقاضی ہے۔

[۳]...... طویل وقت کا محتاج ہے۔

[۴]...... توجہ منتشر ہو جاتی ہے اور نسیان زیادہ ہو جاتا ہے۔

دوسرا طریقہ، جزئی طریقہ:

یہ طریقہ تمام سطح کی طالبات کے لیے کار آمد ہے۔ اس میں سبق کو متعدد ٹکڑوں اور اجزاء میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور ایک ایک ٹکڑے کو تکرار کے ذریعے یاد کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ حفظ مکمل ہو جاتا ہے۔

☆ جزئی طریقہ کے استعمال کا سبب:

[۱]...... نبی کریم اس پر عمل کرتے تھے۔

[۲]...... صحابہ کرام اس وقت تک اگلی دس آیات نہیں پڑھتے تھے، جب تک پہلی دس آیات میں منقول علم وعمل سے آگاہ نہیں ہو جاتے تھے۔

[۳]...... اجزاء جلدی یاد ہو جاتے ہیں۔

[۴]...... قرآن مجید اجزاء کی شکل میں نازل ہوا ہے۔

فوائد:

[۱]...... اس میں شوق کا عنصر پایا جاتا ہے۔

[۲]...... حفظ کا ثمرہ سامنے آجاتا ہے۔

[۳]...... نشاط کی تجدید کرتا ہے اور تھکاوٹ کو دور کرتا ہے۔

[۴]...... تمام سطح کے طلبہ کے لیے کار آمد ہے۔

نقصانات:

[۱]...... اجزاء کا باہمی ربط مشکل ہو جاتا ہے، اگر مراجعہ ضعیف ہو۔

[۲]...... بعض اجزاء حفظ میں کمزور رہ جاتے ہیں اور جلدی بھول جاتے ہیں۔

تیسرا طریقہ، مشترک طریقہ:

یہ طریقہ کمزور حافظہ والے طلبہ کے لیے زیادہ مناسب ہے۔ اس میں پہلے دونوں طریقوں (کلی اور جزئی) کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ:

[۱]...... طالبہ پہلے حفظ کے لیے مقررہ آیات کو ایک دفعہ پڑھے، پھر ان کو تکرار سے پڑھے، حتیٰ کہ تمام اجزاء آپس میں مربوط ہو جائیں۔

[۲]...... جو آیات پختہ یاد نہ ہوتی ہوں ان کا خصوصی خیال رکھے اور انہیں بار بار دہرائے۔

فوائد:

[۱]......اس میں سابقہ دونوں طریقوں کلی اور جزئی کے محاسن جمع ہیں۔

[۲]...... یہ سابقہ دونوں طریقہ جات کے نقصانات سے محفوظ ہے۔

[۳]......زیادہ وقت ضائع نہیں ہوتا۔

[۴]......اس میں حفظ پختہ ہو جاتا ہے۔

[۵]......کمزور حافظہ والے طلبہ کے لیے مناسب ہے۔

چوتھا طریقہ، وقفوں میں حفظ:

[۱]......یعنی طالبہ پہلے تمام آیات کو پڑھے۔

[۲]...... پھر ان کو چھوڑ دے اور کسی دوسرے وقت میں دوبارہ پڑھے۔

[۳]...... پھر تیسری بار اسے تکرار سے پڑھے، بشرطیکہ ان کا درمیانی وقفہ تین دن سے زیادہ نہ ہو۔

فوائد:

[۱]...... طالب علم زیادہ وقفات میں زیادہ حفظ کر لیتا ہے۔

[۲]......وقفات کا حفظ زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔

[۳]......اس میں وقت اور راحت میسر آ جاتی ہے، جو حفظ پر مددگار ہوتی ہے۔

[۴]...... وقفات تھکاوٹ اور سستی کو دور کر دیتے ہیں۔

[۵]...... طالبہ اپنے نفس کو دوبارہ تیار کر لیتی ہے اور اپنی اغلاط کو پہچان کر ان کی تصحیح کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔

نقصانات:

[۱]...... یہ طریقہ چھوٹی عمر کی طالبات کے لیے نامناسب ہے۔

[۲]......مدارس میں قابل عمل نہیں ہے۔

[۳]......طالبہ کی نگرانی مشکل ہو جاتی ہے۔

حفظ و تطبیق پر معاون عوامل:

[۱]......اخلاص:

کیونکہ اخلاص، قبولیت عمل کا ذریعہ ہے، اور حفظ قرآن بھی عبادت اور قریب الٰہی کا ذریعہ ہے۔

[۲]......دعا اور اللہ تعالیٰ سے استعانت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ادْعُوْنِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (غافر: ٦٠)

''مجھ سے مانگو، میں تمہیں عطا کروں گا۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ.))

''بے شک تمہارا رب حیاء والا اور عزت والا ہے، جب کوئی بندہ اس کی طرف اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو انہیں ناکام اور خالی ہاتھ واپس لوٹانے میں اسے اپنے بندے سے شرم آتی ہے۔''

[۳]......معاصی سے اجتناب:

امام شافعی فرماتے ہیں:

شَكَوْتُ إِلَى وَكِيعٍ سُوْءَ حِفْظِي
فَأَرْشَدَنِي إِلَى تَرْكِ الْمَعَاصِي
وَأَعْلَمَنِي بِأَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ
وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يَأْتِي لِعَاصِ

''میں نے اپنے استاد وکیع سے سوء حفظ کی شکایت کی، انہوں نے ترک معاصی کی جانب میری راہنمائی فرمائی، اور مجھے بتایا کہ بے شک علم نور ہے۔ اور اللہ کا

نور گناہ گار کے پاس نہیں آتا۔"

[۴]......حفظ کی گئی آیات کا فہم:

یہ حفظ کو یاد رکھنے کا قوی ترین ذریعہ ہے اور نبی کریم ﷺ کا منہج ہے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس وقت تک اگلی آیات نہ پڑھاتے تھے جب تک وہ پچھلی آیات میں علم وعمل سے آگاہ نہ ہو جاتے تھے۔

[۵]......فہم کے بعد مسلسل مراجعت اور تکرار کرنے سے حفظ پختہ ہو جاتا ہے۔

[۶]......ذہنی ترغیب: یعنی قرآن مجید کی عظمت وشان کو دل میں جگہ دینا۔

[۷]......ہاتھ سے کتابت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ (العلق : ٤)

"جس نے قلم کے ذریعے سکھلایا۔"

اطباء کا کہنا ہے کہ ہاتھ کا بھی ایک مخصوص حافظہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انسان سنی ہوئی چیز کو بھول جاتا ہے۔ لیکن دیکھی ہوئی چیز کو یاد رکھتا ہے۔ اور اگر وہ ہاتھ سے کوئی کام کرتا ہے تو اسے پہچان بھی لیتا ہے اور سیکھ بھی جاتا ہے۔

[۸]......ترتیل: ترتیل سے تلاوت کرنا بھی حفظ پر معاون امور میں سے ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ ، أَیْ أَیَّامٍ لِلْقُرْآنِ كُلِّهِ .))

"جس نے تین دنوں سے کم وقت میں پورا قرآن مجید پڑھ لیا، اس نے کچھ بھی نہ سمجھا۔"

[۹]......تدریج: کیونکہ قرآن مجید تدریجاً تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے تا کہ حفظ میں آسانی ہو۔ کہا گیا ہے کہ جو شخص روزانہ پانچ پارے پڑھتا ہے وہ قرآن کو بھولتا نہیں ہے۔

[۱۰]...... قرآن مجید کے حفظ اور اس پر عمل دونوں امور میں سلف صالحین کی اقتداء کی جائے۔

[۱۱]...... حفظ کے لیے لہو ولعب اور شور سے دور کوئی مناسب جگہ اختیار کی جائے۔ خصوصاً فجر کے ٹائم حفظ کیا جائے کیونکہ اس وقت دماغ تر وتازہ اور دیگر لغویات سے خالی ہوتا ہے۔

[۱۲]...... مسلسل مراجعت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ ، فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِيَدِهٖ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا .))

''قرآن مجید کا دھیان رکھو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے۔ یہ قرآن مجید بھاگنے کے اعتبار سے اونٹ سے زیادہ تیز ہے۔''

[۱۳]...... حفظ کے لیے ایک ہی رسم والے مصحف کی حفاظت کرنا۔

[۱۴]...... متشابہات کا خیال رکھنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا﴾ (الزمر : ۲۳)

''اللہ تعالیٰ نے کتاب متشابہ بہترین بات نازل فرمائی ہے۔''

قرآن مجید میں دو ہزار کے قریب آیات مبارکہ ہیں جو مکمل مطابقت، ایک حرف یا ایک کلمہ یا دو کلمات کے اختلاف کے ساتھ باہم متشابہ (ایک دوسرے ملتی جلتی) ہیں۔

[۱۵]...... کسی متقن حافظ کو دوست بنانا اور اسے اپنی منزل سنانا تا کہ غلطیوں کی درستگی ہو جائے۔

چھٹی فصل:

عمر رسیدہ اشخاص کے لیے تدریس قرآن مجید کے طرق

پہلی مبحث:

ا۔ قرآن مجید میں لفظ طریقہ:

قرآن مجید میں لفظ ((طرق)) کا مادہ مختلف مشتقات کے ساتھ گیارہ جگہ آیا ہے۔

جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

﴿وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا﴾ (النساء: ١٦٨)

﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ﴾ (الطارق: ١)

﴿وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ﴾ (الجن: ١٦)

﴿كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا﴾ (الجن: ١١)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ((طرق)) کے مادہ سے متعدد صیغے مشتق ہوئے ہیں۔

۲۔ تدریس میں طریقہ:

تدریس میں طریقہ سے مراد وہ ضروری خطوط ہیں، جن کے بغیر کوئی بھی عمل انجام پذیر نہیں ہوسکتا۔ ہر انسان کی زندگی کا ایک طریقہ ہوتا ہے جو اس کے عمل وسلوک سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہر معلم کا اپنی تدریس میں ایک طریقہ ہوتا ہے۔ دین اسلام کے منظم دین ہے، جس میں رہتے ہوئے ہم سب زندگی گزارتے ہیں۔ یہاں ہمارا مقصود قرآن مجید، اس کی تدریس اور تعلیم ہے۔

معلم قرآن خصوصاً ان پڑھ اور عمر رسیدہ افراد کے معلم پر واجب ہے کہ وہ اپنا طریقہ اختیار کرنے میں دقت نظر سے کام لے۔ کیونکہ تدریس میں منظم طرق کو اختیار کرنے سے ہی

اہداف کا حصول ممکن ہے۔ انسان جب کتاب اللہ کو غور وفکر اور دقت نظر سے دیکھتا ہے تو اسے طرق تدریس کے قواعد عامہ پر مشتمل پاتا ہے۔ دوسری مبحث میں ہم انہی قواعد کو مجملاً بیان کریں گے۔

دوسری مبحث:

طرق تدریس کے قواعد

ا۔ متعلّم کی رعایت:

تدریس کے عمل میں طلباء کی رعایت رکھی جائے اور سبق کو ان کے اذہان کے قریب تر کرنے کی کوشش کی جائے، ان پر نہ تو اتنا بوجھ ڈالا جائے، جسے وہ اٹھانے کی سکت نہ رکھتے ہوں اور نہ ہی اتنا کم سبق دیا جائے کہ وہ بلا مشقت اس سے زیادہ یاد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ ہر طالب علم کو اس کے فہم اور ذہنی سطح کے مطابق مخاطب کیا جائے، سمجھدار کے لیے اشارے پر اکتفاء کیا جائے، اور نہ والوں کو وضاحت اور تکرار سے سمجھائے۔

۲۔ معلم کو طلباء کی صلاحیتوں اور ادراک کی معرفت:

معلم کے لیے طلباء کی صلاحیتوں اور ادراکات کی معرفت حاصل کرنا از حد ضروری امر ہے۔ جو معلم اپنے طلاب کی دقیق معرفت رکھتا ہے، وہی ان کے لیے مناسب طریقہ اختیار کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ معلم انسانیت نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صلاحیتوں سے بخوبی آگاہ تھے، اسی لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ أُبَيٌّ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ عَامِرُ بْنُ جَرَّاحٍ .))

''میری امت میں سے میری امت پر سب سے رحمدل سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، اور

اللہ کے حکم میں سب سے سخت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور حیاء کے اعتبار سے سب سے سچے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، اور کتاب اللہ کے سب سے بڑے قاری سیدنا ابی رضی اللہ عنہ ہیں، اور فرائض (وراثت) کے سب سے بڑے عالم سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں، اور حلال وحرام کو سب سے زیادہ جاننے والے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں، اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین سیدنا ابو عبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔"

۳۔ آسان سے مشکل کی طرف تدریج:

قرآن مجید نے پوری امت کے فہم ادراک کو خطاب کیا ہے اور اپنی تعلیمات میں تدریجاً بسیط امور سے مرکب امور کی طرف انتقال کیا ہے، یہاں تک کہ انہیں ایک اللہ کی وحدانیت کے اقرار تک پہنچا دیا ہے۔

کیا ہی بہترین ہے وہ معلم جو اپنی تعلیم میں طلاب کے ساتھ تدریج کا رویہ اختیار کرتا ہے۔ تدریج کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے حروف اور کلمات کے نطق کی پختگی پر توجہ دی جائے اور لہجے پر زور نہ دیا جائے۔ پھر ادائیگی کی تصحیح اور لحن خفی کی درستگی پر توجہ مرکوز کی جائے۔

۴۔ وقت حفظ اور درست ادائیگی:

ابتداء حفظ میں ہی انتہائی پختگی کا خیال رکھا جائے تا کہ طالب علم کی توجہ منتشر نہ ہو۔ جن طلبہ کی غلطیاں زیادہ آتی ہوں انہیں پہلا سبق پکا یاد ہو جانے تک آگے سبق نہ دیا جائے۔ خصوصاً اگر حرکات ونطق کلمات کی غلطیاں ہوں۔ اکثر طالب علم کمیت (ضخامت) کا اہتمام کرتے ہیں، اور کیفیت (کوالٹی) کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ جلدی جلدی ایک سورۃ مکمل کر کے دوسری شروع کر دیں۔ معلم کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی قدرت وصلاحیت کا بھی خیال رکھے، اگر وہ محسوس کرے کہ کوئی طالب علم عدم صلاحیت وکمزور حافظہ کی وجہ سے سستی کر رہا ہے یا حلقہ میں پیچھے رہ رہا ہے تو اس سے سختی کرنے کی بجائے پیار ومحبت سے پیش آئے اور اس کی حوصلہ افزائی کرے اور اسے زیادہ سے زیادہ محنت کرنے کی ترغیب دے۔ صحابہ کرام،

تابعین عظام اور سلف صالحین وقت حفظ میں بہت زیادہ محنت کیا کرتے تھے۔

معروف مفسر قرآن سیّدنا مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((عَرَضْتُ الْقُرْآنَ ثَلَاثَ عَرْضَاتٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، أَقِفُهُ عِنْدَ كُلِّ آيَةٍ ، أَسْأَلُهُ فِيمَ نَزَلَتْ وَكَيْفَ كَانَتْ .))

"میں نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تین مرتبہ مکمل قرآن مجید پڑھا، میں ان سے ہر آیت سمجھتا تھا، میں ان سے سوال کرتا تھا کہ یہ آیت کس بارے نازل ہوئی وہ کیا تھا۔"

۵۔ عظمت قرآن کا تصور:

یہ بات واضح ہے کہ مسلمانوں کی زندگی میں قرآن مجید کی بڑی عظمت وشان واہمیت ہے۔ لہٰذا معلم پر لازم ہے کہ وہ طلاب پر ان امور کی وضاحت کرے، اور انہیں عقیدہ صحیحہ، عبادات، اخلاق حسنہ اور احکام الٰہیہ کی تعلیم دے۔ قرآن مجید قیامت تک پیش آنے والے تمام حوادث کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اگر مسلمان قرآن مجید کے ذریعے اپنے ایمان کی تجدید کرلیں، اس کی اطاعت پر کاربند ہو جائیں تو وہ اپنی زندگی میں ایک روحانی پاکیزگی، ثروت مندی اور بے شمار نعمتوں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

تیسری مبحث:

تدریس قرآن مجید کے اہداف

[۱]...... اللہ تعالیٰ اور متعلم کے درمیان تعلق کی مضبوطی، تاکہ اس کی فطرت ہمیشہ سلامت رہے اور وہ گمراہی سے بچ سکے۔

[۲]...... اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت، توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات پر ایمان کی پختگی۔

[۳]...... کائنات اور نفس انسانی میں موجود اللہ کی نشانیوں پر غور وفکر کی صلاحیت پیدا کرنے کی تربیت کرنا۔

[۴]...... قرآن مجید کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور اس پر سچا ایمان لانا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (محمد : ٢٤)

''وہ قرآن مجید کو سمجھتے کیوں نہیں، یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوتے ہیں۔''

[۵]...... صحیح تلاوت کرنے کی قدرت کو ترقی دینا، تا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول پر عمل ہو سکے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا﴾ (المزمل : ٤)

''آپ قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے پڑھیں۔''

[۶]...... قرآن مجید میں غور وفکر کی صلاحیت کو ترقی دینا۔

[۷]...... صحیح تعبیر اور لغت میں زبان کی درستگی کی صلاحیت کو ترقی دینا۔

[۸]...... متعلمین کی اس نہج پر تربیت کرنا کہ وہ قرآن مجید کو اپنی ذات پر نافذ کر لیں۔

جس طرح نبی کریم ﷺ کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ .))

''ان کا اخلاق سر تا پا قرآن تھا۔''

غیر متعلّمین اور سن رسیدہ افراد کے لیے تدریس قرآن کے طرق

بڑوں کے لیے تحفیظ قرآن کا عملی طریقہ

پہلا طریقہ: لکھنا پڑھنا جاننے والوں کے لیے عرض کا طریقہ:

[۱]...... درج ذیل امور کی رعایت رکھتے ہوئے اتنی مقدار کو متعین کر دینا، جسے طالب علم ایک جلسہ میں حفظ کر لے۔

(الف)..... وہ مقدار طالب علم کی استطاعت کے مطابق ہو۔

(ب)..... اس کی نشاط، ہمت اور توجہ کے لائق ہو۔

(ج)..... اس کی مصروفیات اور فارغ اوقات کے مناسب ہو، خصوصاً جب وہ صاحب عیال اور ذمہ دار ہو۔

(د)..... حلقہ کے دورانیے اور آسان آیات کے موافق ہو۔

[۲]...... معلم وہ آیات مبارکہ پڑھے، اور طالب علم مصحف سے دیکھ اس کے پیچھے پیچھے دہرائے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ معلم طالب علم کو پڑھنے دے اور خود غور سے سنے اور اس کی غلطیوں کی اصلاح اور اداء کی تصحیح کرتا جائے۔

[۳]...... اگر معلم محسوس کرے کہ طالب علم کے لیے مصحف سے کلمات کو پڑھنا مشکل ہو رہا ہے اور وہ عاجز آ گیا ہے تو پھر اسے خود بطریقہ تلقین پڑھائے، اور بار بار پڑھائے حتیٰ کہ طالب علم اچھا پڑھنا شروع کر دے۔

[۴]...... صحیح قراءت کی تاکید کر لینے کے بعد طالب علم کو درج ذیل خطوط کی طرف

متوجہ کرے کہ۔

(الف)..... وہ طالب علم حفظ کے لیے متعین مقدار کو مصحف سے متعدد بار پڑھے، حتیٰ کہ اسے درست اور اچھا پڑھنے پر قادر ہو جائے۔

(ب)..... اگر آیت لمبی ہو جیسے آیۃ الدَّین ہے تو اسے متعدد حصوں میں تقسیم کر دے اور ایک ایک حصہ کر کے یاد کرے، پھر تمام حصوں کو باہم مربوط کر دے۔

(ج)..... چھوٹی آیات کو ایک ایک آیت کر کے حفظ کرے پھر ان کو باہم مربوط کر دے بایں طور پر کہ دوسری کو پہلی کے ساتھ، پھر تیسری کو پہلی اور دوسری دونوں کے ساتھ...... الی آخرہ۔

(د)..... دورانِ حفظ بآواز متوسط (نہ زیادہ بلند نہ بالکل آہستہ) پڑھے، تا کہ اس عمل حفظ میں کان، آنکھیں اور زبان تینوں حواس شریک ہو جائیں۔

(ہ)..... حفظ کی ابتداء میں ترتیل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرے، پھر کچھ تیز پڑھے تا کہ حفظ و ربط آسان ہو جائے۔

(و)..... متعین مقدار حفظ کر لینے کے بعد متعدد بار اپنے آپ کو سنائے۔

❀ چھوٹے بچوں اور عمر رسیدہ افراد کے حفظ قرآن کے لیے چند اہم ملاحظات:

[۱]...... تمہید میں سورۃ کے نام اور ان آیات کے اجمالی معنیٰ کو طلباء کی ذہنی اور سنی سطح کو سامنے رکھ کر بیان کیا جائے۔ اور اگر ممکن ہو تو آیات کے اسباب نزول بھی بتا دیئے جائیں تا کہ وہ ان آیات کی تلاوت کرتے وقت انتہائی خشوع وخضوع سے تلاوت کریں۔

[۲]...... آیات کریمہ کو خوبصورت رسم کے ساتھ بلیک بورڈ پر لکھا جائے، اور زبر، زیر، پیش، سکون اور تنوین کی وضاحت کے لیے رنگدار چاک استعمال کیے جائیں۔

[۳]...... لکھی گئی آیات کو پہلے بلیک بورڈ سے پڑھایا جائے، پھر مصحف سے پڑھایا جائے۔

[۴]...... پہلے آیت کو اجزاء کی شکل میں پڑھایا جائے، خواہ وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو، پھر

پوری آیت کو متعدد بار پڑھایا جائے۔

[۵]...... اگر کوئی ایک کلمہ مشکل ہو تو اس کے بھی اجزاء کر لیے جائیں، اور طلباء پیچھے پیچھے پڑھیں، کئی بار پڑھنے کے بعد پھر مکمل کلمہ پڑھایا جائے، پھر اسے بقیہ آیت کے ساتھ ملا کر پڑھایا جائے۔ اس میں قاعدہ بغدادیہ والا طریقہ مفید ترین طریقہ ہے۔

[۶]...... اجتماعی مشق کی جائے، بایں طور پر کہ معلّمہ کھڑی ہو کر کسی آیت مبارکہ کی خوبصورت آواز میں احکام تجوید کی رعایت رکھتے ہوئے تلاوت کرے اور طالبات اس کے پیچھے پیچھے اکٹھی ہو کر پڑھیں۔

[۷]...... اگر کسی جانب سے غلطی سنائی دے تو دوبارہ تلاوت کا مطالبہ کرے اور غلطی کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کی تصحیح کر دے۔

[۸]...... اجتماعی مشق کے بعد انہی آیات کی گروپس کی شکل میں مشق کروائی جائے۔ مثلاً کلاس کے تین گروپ بنا لیے جائیں اور ہر گروپ کو علیحدہ علیحدہ مشق کروائی جائے۔

[۹]...... زیادہ مناسب طریقہ یہ ہے کہ اچھی تلاوت کرنے والی کسی ایک طالبہ یا زیادہ طالبات کو کھڑا کر کے ان سے سنا جائے، تاکہ دیگر طالبات بھی ان کی اقتداء کریں۔

[۱۰]...... افضل طریقہ یہ ہے کہ حفظ سورۃ الناس سے شروع کروایا جائے، اور ساتھ ہی ساتھ عملی تجوید سکھا دی جائے۔ مثلاً طلباء کو سورۃ الناس میں نون مشدّد پر غنہ کی مقدار کی وضاحت میں بتایا جائے کہ جتنی دیر میں ایک انگلی بند کی جاتی ہے۔ اتنی حرکت کی مقدار ہے۔ یہ گویا ایک تجویدی حکم ہوگا جو طلباء بالمشافہت استاد سے حاصل کریں گے۔

[۱۱]...... بلیک بورڈ پر آیات مبارکہ کی کتابت کرتے وقت تشدید کے رسم کا خصوصی اہتمام کیا جائے اور اسے مخصوص رنگ (مثلاً سرخ) کے ساتھ لکھا جائے اور سورۃ الناس میں یہ تشدید جہاں جہاں بھی آئے اسے سرخ رنگ سے واضح کیا جائے، جیسے ((الــجــنــة))، ((الناس))

[۱۲]...... سبب غنہ کی وضاحت نہ کی جائے، تاکہ درس طلباء کے فہم سے بالا نہ ہو، لیکن

غنہ بالاخفاء جیسے ((من شر)) پر تلقین کے ذریعے اداء کا طریقہ سمجھا دیا جائے۔

[۱۳]...... اخطاء کی تصحیح کا طریقہ: اخطاء کی تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ معلّمہ سابقہ آیات میں سنی گئی اخطاء کے مقام کی تحدید کرے خواہ وہ غلطی مخارج سے تعلق رکھتی ہو یا صفات سے تعلق رکھتی ہو یا کوئی تجویدی حکم ہو جیسے اخفاء وغیرہ۔

دوسرا طریقہ، تلقین کا طریقہ:

یہ طریقہ ان طلباء کے لیے ہے جو مصحف سے قراءت نہیں کر سکتے۔

ا۔ تلقین کی تعریف:

"اللقن" سے مراد کسی شی کا فہم ہے، کہا جاتا ہے: ((لقننی فلان کلاماً)) اس نے مجھے وہ بات سمجھا دی جو میں سمجھنے والا نہ تھا۔ لہٰذا "اللقن" سے مراد سرعت فہم (جلدی سمجھنا) ہے اور "التلقین" سے مراد سرعت تفہیم (جلدی سمجھانا) ہے۔

☆ تلقین کی اہمیت:

جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو سیّدنا جبرئیل علیہ السلام کو ان کی طرف بھیجا، انہوں نے آپ کو سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات بطریقہ تلقین پڑھائیں۔ مخصوص تعلیم قرآن میں اس کو ایک مثالی طریقہ شمار کیا جاتا ہے۔

اگرچہ اس طریقہ میں زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ لیکن طالب علم کی ادائیگی کو عمدہ بنانے میں انتہائی کارگر ثابت ہوا ہے...... جس کو تلقین کی جاتی ہے وہ غلطی نہیں کرتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ﴾ (النمل: ٦)

"بے شک آپ کو اللہ حکیم وعلیم کی طرف سے قرآن سکھایا جارہا ہے۔"

☆ تلقین کے دو طریقے:

[۱]...... تلقین انفرادی: یعنی ایک طالب علم کو تلقین کی جائے، معلم ایک ایک آیت پڑھے اور طالب علم اس کے پیچھے پیچھے پڑھے۔

[۲]...... تلقین اجتماعی: معلم طلباء کے ایک گروپ کو ایک آیت پڑھائے اور وہ طلباء اس کے پیچھے پیچھے اس آیت کو پڑھیں، حتیٰ کہ حفظ واتقان مکمل ہو جائے۔

تیسرا طریقہ، یومیہ حفظ کا طریقہ (عملی اور مجرب طریقہ):

یہ پانچ آیات یومیہ کا طریقہ ہے، نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلی وحی پانچ آیات نازل ہوئی، لہٰذا میری تجویز یہ ہے کہ لمبی سورتوں میں ابتداءً پانچ پانچ آیات یاد کی جائیں، اور اگر حفظ کی ابتداء تیسویں پارے سے کی ہو تو روزانہ ایک چھوٹی سورۃ یاد کر لی جائے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس وقت نہیں ہوتا، ہم حفظ نہیں کر سکتے۔ میں نے بعض طلباء کو یہ تجویز دی کہ پانچوں نمازوں میں سے ہر نماز سے پہلے یا بعد میں ایک ایک آیت حفظ کر لی جائے۔ اس طرح ایک دن میں پانچ آیات حفظ ہو جائیں گی۔ جو روزانہ معلم کو سنا دی جائیں، اور ان کی ادائیگی کی درستگی کر لی جائے۔

پھر ان پانچوں آیات کو نماز عشاء کی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد پڑھا جائے تا کہ حفظ پختہ ہو جائے۔

اس طریقے سے ایک ہفتے میں یاد کی جانے والی آیت کی تعداد (۳۵) پینتیس اور ایک ماہ میں (۱۵۰) ایک سو پچاس ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس طریقے پر عمل کرے تو سورۃ البقرۃ، جس کی آیات کی تعداد ۲۸۶ ہے، کو تقریباً دو ماہ میں اور سورۃ آل عمران، جس کی آیات کی تعداد (۲۰۰) ہے، کو چالیس دنوں میں حفظ کر لے گا۔ ان شاء اللہ

مراجعت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور پابندی و مراجعت کا محتاج ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((تَعَاهَدُوْا الْقُرْآنَ فَوَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ هُوَأَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِیْ عَقْلِهَا .))

"قرآن مجید کی پابندی کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، قرآن مجید اپنی رسی سے رہائی پانے کے اعتبار سے اونٹ سے زیادہ تیز ہے۔"

بعض سلف اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی ایک دن بھی ایسا گزرے جس دن انہوں نے مصحف میں نہ دیکھا ہو۔

☆ مراجعت کے لیے تجویز کردہ اوقات:

[۱]...... ہر فارغ وقت، اس میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔

[۲]...... سحری کے وقت، کیونکہ یہ خضوع وخشوع وسکون کا وقت ہے۔

[۳]...... نماز فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک۔

[۴]...... نمازوں میں حفظ شدہ کی قراءت۔

[۵]...... اذان اور اقامت کے درمیان۔

[۶]...... جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے۔

[۷]...... دوستوں کے ساتھ ملاقات کے وقت۔

[۸]...... رات کو سونے سے پہلے، خواہ آدھے گھنٹے کے لیے ہی ہو۔

اگر طالب علم ان اوقات میں سے کسی ایک وقت بھی ہمیشگی سے مراجعت کرتا رہے تو وہ اسے کافی ہو جائے گا۔ لیکن مراجعت کے دوران منزل کی پختگی پر اطمینان ضروری ہے۔ جس کا طریقہ کار یہ ہے کہ استاد طالب علم سے متفرق سوالات کرے اور اس کے حفظ واتقان کی درجہ بندی کرے۔ مراجعت کا افضل ترین طریقہ یہ ہے کہ انفرادی طور پر کسی کو سنایا جائے، کیونکہ بعض اوقات انسان غلط پڑھ رہا ہوتا ہے، لیکن اسے غلطی معلوم نہیں ہوتی، جو کسی دوسرے کو سنانے سے دور ہو جاتی ہے۔

تعلیمی وسائل

۱۔ آڈیو یا ویڈیو کیسٹ کا غور سے سننا:

کامیاب تعلیمی وسائل، جن کا استعمال ہر معلم پر ضروری ہے، میں سے ایک آڈیو یا ویڈیو کیسٹ کا استعمال ہے۔ کیونکہ بڑے اور غیر متعلم آدمی کی زندگی میں استماع کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ استماع ان تعلیمی وسائل میں سے ہے جن کے ذریعے انسان دیگر مشائخ سے متصل ہو جاتا ہے، اور اپنے اس طریقہ کار سے مفردات، جملے، تراکیب اور افکار و مفاہیم اخذ کرتا ہے اور دیگر مہارتیں حاصل کرتا ہے۔

متعدد تحقیقی مباحث سے یہ ثابت ہوا ہے کہ انسان قراءت کی نسبت استماع میں تین گنا زیادہ مستغرق اور متوجہ ہوتا ہے۔

۲۔ جدید تعلیمی وسائل:

[ا]...... آواز کی ریکارڈنگ: جدید تعلیمی وسائل میں آواز کی ریکارڈنگ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ طالب علم اپنی آواز کو ریکارڈ کرنے کے بعد اسے سنے، تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ اس طریقے سے حفظ پختہ اور منزل پکی ہو جاتی ہے۔

[۲]...... کمپیوٹر کا استعمال: کمپیوٹر کو جدید تعلیمی وسائل میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے تعلیم و تربیت کی ترقی بہت جلد انجام پذیر ہو جاتی ہے۔ طالب علم اور معلم دونوں ہی درس سے فراغت کے بعد گھر میں اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اور جس آیت کو حفظ کرنا مقصود ہو، برنامج القرآن کے ذریعے اس کو بار بار مثلاً دس بار سنا جائے تا کہ پختہ یاد ہو جائے۔

[۳]...... ویڈیو آلات: تعلیم قرآن مجید کی تسہیل میں ویڈیو آلات کا بہت بڑا حصہ

ہے۔ بایں طور پر کہ آواز اور تصویر دونوں کے ساتھ تلاوت سنی جائے۔ طالب علم تلاوت سننے کے ساتھ ساتھ نطق کے دوران شیخ کے ہونٹوں کا بھی خیال رکھے۔ اس طرح تعلیم میں دو حواس سمع وبصر شریک ہو جائیں گے۔ اور یہ بات تجربے سے ثابت ہو چکی ہے کہ جو طالب علم تعلیم میں ایک سے زیادہ حواس استعمال کرتا ہے اس کا حفظ پختہ اور ذہن میں راسخ ہو جاتا ہے اور اسے دیگر سے زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

نسیان: اسباب وعلاج

نسیان سے مراد ''حفظ کیے ہوئے حصے کی مراجعت پر قادر نہ ہونا ہے۔''نسیان، تَذَکُّر کی ضد ہے۔ اس سے نبی کریم ﷺ نے بہت زیادہ ڈرایا ہے۔ قرآن مجید کا نسیان خواہ لفظی ہو یا عملی ہو، ایک انتہائی خطرناک امر ہے۔ لہٰذا اس کے اسباب اور طرق علاج سے آگاہ ہونا از ضروری ہے۔

☆ اسباب نسیان:

[۱]...... اللہ کے لیے اخلاص کا نہ ہونا۔

[۲]...... تھکاوٹ کی حالت میں حفظ۔

[۳]...... اللہ کی معصیت ونافرمانی۔

[۴]...... حفظ کے بعد عدمِ مراجعت۔

[۵]...... حفظ میں جلدی۔

[۶]...... احساس کمتری۔

☆ طرق علاج:

[۱]...... اخلاق، دعا واستغفار۔

[۲]...... سمجھ کر حفظ کرنا۔

[۳]...... حفظ کیے ہوئے حصے کو بار بار دہرانا۔

[۴]...... چھوٹے چھوٹے اجزاء کی شکل میں حفظ کرنا۔

[۵]...... مختلف وقفوں میں حفظ کرنا۔

[۶]...... بار بار تکرار، پھر تکرار، پھر تکرار۔

[۷]...... دوران حفظ ایک سے زائد حواس کا استعمال۔

[۸]......نسیان کا مقابلہ کرنا۔

[۹]...... نیند سے پہلے حفظ کرنا۔

[۱۰]......اپنے اوپر خود اعتمادی۔

[۱۱]...... حفظ کیے ہوئے حصے کے ساتھ رات کو قیام کرنا۔

[۱۲]...... نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان بعض رکاوٹوں کا بھی تذکرہ کر دیا جائے جو مدارس تحفیظ القرآن کے ساتھ ملحق ہوتے وقت سن رسیدہ افراد کو پیش آتی ہیں۔ اور ان سے بچنا از حد ضروری ہے۔

[۱]...... سن رسیدہ افراد کا مذاق اڑانا، کہ انہیں اس بڑی عمر میں حفظ کرنا یاد آیا ہے، اس طرز عمل سے ان کی ہمت پست ہو جاتی ہے۔

[۲]......حفظ و تحصیل علم پر معاشرتی تعلقات اور خاندانی مشاغل کو ترجیح دینا۔

[۳]......عمر رسیدہ افراد کو چھوٹے بچوں کے ساتھ بٹھا کر تعلیم دینا۔ اس سے حرج واقع ہوتا ہے۔

[۴]......نسیان یا تلاوت میں غلطی پر متعلّمین کا ایک دوسرے کا استہزاء اڑانا۔

[۵]...... مدارس تحفیظ کے لیے کسی مخصوص یونیفارم کا تقرر۔

[۶]...... معلم کا متعلّمین سے یا متعلّمین کا باہم ایک دوسرے کے ساتھ سختی سے پیش آنا۔

[۷]......معلّمہ کا کلاس کو کنٹرول کرنے کی صلاحیت سے عاری ہونا۔

[۸]......رشتہ داری یا کسی مصلحت سے معلّمہ کا بعض طالبات سے زیادہ محبت کرنا۔

[۹]......معلّمہ کا بعض طالبات کو چھوڑ کر بعض طالبات کی تعریف کرنا۔

[۱۰]......بعض طالبات کے درمیان پیدا ہونے والا حسد۔

ساتویں فصل:

حلقات قرآنیہ میں تربیتی رکاوٹیں

۱۔ کمزور درسی تحصیل:

اس کا سبب کلاس میں کثرت مشاغل اور معلم وطالب علم کی طرف سے قلتِ متابعت ہے۔

۲۔ کلاس میں طلباء کی کثرت:

کثرت تلامذہ کی وجہ سے معلم کے لیے تمام طلباء کو توجہ دینا ممکن نہیں رہتا، حالانکہ قرآن مجید کی تعلیم میں مشافہت پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

۳۔ مدرسہ کے ساتھ کمزوری خاندانی تعلق:

اس سے طالب علم کی علمی و ذہنی سطح کو پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔

۴۔ اسالیب تربیت سے معلم کی جہالت:

کیونکہ اسالیب تربیت طالب علم کو حفظ وتشویق پر معاونت فراہم کرتے ہیں۔

۵۔ تلامذہ پر معلم کی سختی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾

(آل عمران: ۱۵۹)

''اگر آپ سخت دل، ترش رو ہوتے تو یہ آپ کے اردگرد سے چھٹ جاتے۔''

کیونکہ تربیت رحمت وشفقت اور عدل وانصاف کی فضا ہی میں اپنے نتائج دے سکتی ہے۔

۶۔ معلم کی تلقین پر اکتفاء کر لینا:

تربیتی اسالیب کا تقاضا ہے کہ سمجھ کر حفظ کیا جائے اور قرآن مجید سے مستنبط مسائل پر

عمل کیا جائے۔

۷۔ تلامذہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا:

بیوقوف شخص اپنے آپ کو سب سے بڑا تصور کرتا ہے۔ معلم پر لازم ہے کہ وہ طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرے۔ اور تعمیر شخصیت میں نبی کریم ﷺ کا یہی طریقہ کار تھا۔ آپ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی قدرت وصلاحیت کے مطابق بعض کاموں پر مقرر فرمایا۔

۸۔ معلّمہ اور طالبات کے درمیان کمزور تعلق:

کیونکہ ان کے درمیان باہمی مضبوط تعلق ہی کوئی نتیجہ خیز اور بہترین اہداف دے سکتا ہے۔

۹۔ معلم کا اپنی غلطی کو تسلیم نہ کرنا:

حالانکہ اپنی غلطی کو تسلیم کر لینے میں ہی عظمت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر ابن آدم خطا کار ہے، اور ان خطا کاروں میں سے بہترین توبہ کرنے والے ہیں۔ جس نے کہا: میں نہیں جانتا۔'' اس نے فتویٰ دے دیا۔

۱۰۔ تلاوت واحکام تجوید میں معلم کا کمزور ہونا:

کیونکہ قرآن مجید کی تعلیم میں تلقین، مشافہت اور احکام تجوید کے اتقان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

۱۱۔ معلم کا مقام تہمت پر وارد ہونا:

حدیث نبوی ہے کہ جب دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کھڑے دیکھا تو تیزی سے چلنا شروع کر دیا۔ آپ نے ان سے فرمایا:

((عَلٰی رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ ، ثُمَّ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِیْ مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَی الدَّمِ ، فَخَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا .))

''تم دونوں اپنے انہی قدموں پر ٹھہرو، یہ صفیہ بنت حیی ہیں، شیطان ابن آدم میں خون کی طرح چلتا ہے، میں نے خوف محسوس کیا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں

میں کچھ ڈال نہ دے۔"

۱۲۔ تعلیم میں جلد بازی:

معلم پر لازم ہے کہ وہ تعلیم دیتے وقت سکون واطمینان وترتیل سے پڑھے، حتیٰ کہ طلباء اسے سمجھ لیں اور صحیح قراءت وصحیح حفظ پر قادر ہو جائیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ يَتَحَدَّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ.))

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی اسے شمار کرنا چاہتا تو شمار کر لیتا۔"

۱۳۔ معلم کا کسی ایک یا بعض تلامذہ سے زیادہ محبت کرنا:

اس طرز عمل سے معلم کی ثقاہت کمزور پڑ جاتی ہے اور طلباء کے درمیان حسد اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ عدم راحت:

بچوں کو کھیل کود سے منع کرنا اور تعلیم میں تھکا دینا ان کے قلوب کو مردہ اور ذہانت وفطانت کو باطل کر دیتا ہے۔

حلقات قرآنیہ کے تعلیمی وتربیتی ثمرات

۱۔ ان مدارس کے احیاء میں، تلقی قرآن کے نبوی طریقے کا احیاء ہے:

کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((كَانَ جِبْرِئِيْلُ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ مَرَّةً كُلَّ عَامٍ .))

''سیّدنا جبرئیل ہر سال میرے ساتھ قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے۔''

پہلے جبرئیل علیہ السلام پڑھتے تھے اور نبی کریم ﷺ سنتے تھے، پھر نبی کریم ﷺ پڑھتے تھے اور سیّدنا جبرئیل علیہ السلام سنتے تھے، لہٰذا ہر معلم پر لازم ہے کہ وہ بھی اس نبوی طریقہ تعلیم کو اپنائے۔

۲۔ سلسلۂ سماع قرآنی کا استمرار:

امین وحی سیّدنا جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے قرآن مجید بذریعہ سماع اخذ کیا، ان سے نبی کریم ﷺ نے سنا، ان سے صحابہ نے سنا، ان سے تابعین نے سنا، اور ہمارے زمانے تک ہر دور میں بعد والے اپنے پہلے والوں سے سنتے چلے آئے۔

۳۔ علم کے مطابق عمل:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ انہیں دس آیات پڑھاتے تھے، اور اس وقت تک اگلی دس آیات نہیں پڑھاتے تھے، جب تک ہم پچھلی دس آیات میں مذکور علم وعمل دونوں سے آگاہ نہ ہو جاتے تھے۔

۴۔ پیغام مسجد کا احیاء:

مسجد تاریخ اسلامی کے ہر دور میں ایک تعلیمی وتربیتی درسگاہ کے طور پر معروف رہی ہے۔

۵۔ درسی امتیاز:

ان مدارس میں عقلی صلاحیتوں کی ترقی اور اخلاقی اقدار کی نمو کو ہمیشہ محسوس کیا جاتا رہا ہے۔

۶۔ رحمت ربانی کا حصول:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

(الاعراف: ۲۰۴)

''اور جب قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِکَةُ، وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ.))

''جب بھی کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت اور باہمی مذاکرہ کرتی ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کا گھیرا کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس فرشتوں میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔''

۷۔ اجتماعی تعلیم:

اجتماعی تعلیم زیادتی نشاط سرعت تعلیم اور زیادتی سماع پر مددگار رہوتی ہے۔

۸۔ تدبر کی صلاحیت کا حصول:

ان مدارس کے ذریعے تدبر آیات، فہم معانی، قوت استنباط اور زیادتی ایمان کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (محمد: ۲۴)

''وہ قرآن مجید کو سمجھتے کیوں نہیں یا اُن کے قلوب پر تالے لگے ہیں۔''

۹۔ اہل حلقات کے مقام ومرتبہ کی بلندی:

روز قیامت صاحب قرآن کو کہا جائے گا:

((إِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ ، كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا ، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا .))

''پڑھ اور اوپر چڑھ، اور اس طرح ترتیل سے پڑھ، جس طرح دنیا میں پڑھتا تھا، بے شک تیرا مقام اس آخری آیت کے پاس ہوگا جو تو پڑھے گا۔''

۱۰۔ معلّمہ قرآن سے استفادہ:

اِن حلقات میں طالب علم معلّمہ سے مشافہت وتلقی کے ذریعے اخذ کرتا اور اپنے کو بہترین نمونہ سے سنوارتا ہے۔

۱۱۔ بشارت ونذارت کی تربیت:

ان مدارس وحلقات میں متعلّمین کے اخلاق کو متوازن بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ آیات قدرت الٰہی کی تلاوت کے وقت ان میں خشوع إلی اللہ، اور جنت کی صفات پر مشتمل آیات کی تلاوت کے وقت محبت الٰہی کا جذبہ ابھرتا ہے۔ اس طرح اللہ کے عذاب اور جہنم کے احوال پر مبنی آیات کی تلاوت کے وقت ان میں خوف الٰہی کا جذبہ عود کر آتا ہے۔

۱۲۔ حسن خلق:

طالبات ان حلقات سے اور ان میں موجود خیر وبرکت سے اپنے اخلاق کو سنوار لیتی ہیں۔

۱۳۔ نطق کی درستگی:

ان مدارس سے حاصل ہونے والے ثمرات میں سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ نطق اور تلفظ ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ تعلیمی وقت کی حفاظت:

ان حلقات میں وقت ضائع نہیں ہوتا، بلکہ متعدد خیر وبرکت اور فائدے کے پہلو حاصل ہوتے ہیں۔

تلاوت میں کی جانے والی چند مشہور غلطیاں

[۱]...... تفخیم ہمزہ جیسے ((أعـوذ)) تفخیم میم جیسے ((مـخـمـصـة)) تفخیم باء جیسے ((البرق)) تفخیم لام جیسے ((ولیتلطف))وغیرہ۔

[۲]...... شین کے قریب آنے والی جیم اور تشدید کو واضح کر کے پڑھنا واجب ہے، جیسے: ((كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ))، ((وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ)) ، ((إِنَّ قُرآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا))

[۳]...... اوقاف کی معروف غلطیاں:

۱۔ حرکت پر وقف کرنا ناجائز ہے۔

۲۔ وسط کلمہ میں وقف کرنا ناجائز ہے۔

۳۔ موقوف علیہ حرف، اگر حرف مستعلیہ، حرف قلقلہ یا حرف تفخیم وترقیق ہو تو اس کی رعایت رکھنا واجب ہے۔

[۴]...... حروف قلقلہ کے علاوہ دیگر ساکن حروف پر قلقلہ کرنا۔

[۵]...... ضاد کو ظاء سے اور تاء کو طاء سے ممتاز کرنا جیسے ((فَمَنِ اضْطُرَّ)) ((أَوَعَظْتَ))

[۶]...... ھاء کو ظاہر کر کے پڑھنا، کیونکہ یہ حرف خفی ہے اور اس میں صفت اخفاء پائی جاتی ہے جیسے ((جِبَاهُهُمْ))، ((عَلَيْهِمْ))، ((أَلْهٰكُمْ)) خصوصاً وقف میں جیسے ((اَلْقَارِعَةَ))، ((اَللّٰهُ))

☆ چند مزید غلطیوں کی نشاندہی:

[۱]...... بعض طالبات کو ہم غلط پڑھتے ہوئے سنتے ہیں، وہ ہر حرف کو ناک میں پڑھتی

ہیں اور ان کی آواز میں ہی غنہ پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ غنہ چند متعین حروف کے ساتھ مخصوص ہے، ان کے علاوہ حروف میں غنہ کرنا ممنوع ہے۔ اس غلطی سے بچنا چاہیے اور اس کی درستگی درج ذیل طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

(الف)..... جب غنہ واؤ کے پاس مد کے ساتھ ہو تو ضمہ کی تحقیق واجب ہے، پس آواز کو ناک سے نکلنے کے لیے اٹھنے کی فرصت ہی نہ دی جائے۔

(ب)..... جب غنہ یاء کے پاس مد کے ساتھ ہو تو کسرہ کی تحقیق واجب ہے، بایں طور پر کہ گردن کو سینے کی طرف جھکا دیا جائے اور آواز کو ناک کی اٹھنے کی فرصت نہ دی جائے۔

(د)..... جب غنہ کسی حرف صحیح کی ادائیگی میں ہو تو حرف کو نکالتے وقت تحقیق کی جائے۔ اس طریقے سے حروف بلا غنہ صحیح ادا ہو جائیں گی۔

[۲]...... لفظ ((وَهُوَ)) کو پڑھتے ہوئے عموماً ھاء ساکن ہو جاتی ہے، اور اکثر معلمات اس کو نظر انداز کر دیتی ہیں، حتیٰ کہ امتحانات میں بھی کوئی دھیان نہیں دیتیں، حالانکہ یہ لحن جلی ہے۔ ایک حرکت کی جگہ دوسری حرکت پڑھی جاتی ہے۔ لفظ ((وھو)) اور لفظ ((وھی)) میں دیگر قراءت میں ہاء ساکن ہوتی ہے، روایت حفص میں نہیں۔

[۳]...... وقفاً الف مدہ کو ہمزہ بنا دینا، اس کی تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ طالبہ وقفاً اچانک آواز کاٹنے کی بجائے آہستہ سے اپنا سانس چھوڑ دے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اچانک وقف کرنے سے آواز کی دو لہریں آپس میں مل جاتی ہیں اور ہمزہ آواز کی ان دو لہروں کے ملنے سے نکلتا ہے۔ لہٰذا اچانک وقف کرنے سے ہمزہ پیدا ہو جاتا ہے۔

[۴]...... متشابہ حرکات والے حروف پر حرکات میں اختلاس کرنا۔ جیسے ((فَجَعَلَهُمْ)) ((وَوَجَدَكَ))، ((فَأَخَذَهُمْ))

ہم دیکھتے ہیں کہ جب دو حروف اکٹھے مفتوح آ جائیں تو بعض طلباء کے لیے ان فتحات کی ادائیگی میں توازن رکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور وہ کسی ایک حرکت میں اختلاس کر دیتے ہیں، اور اسے جلدی سے پڑھ دیتے ہیں۔

اس مشکل کا علاج ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ معلّمہ پہلے کلمات کو حروف زائدہ وضمائر سے خالی کر کے پڑھائے، پھر حروف زائدہ کے ساتھ ملا کر پڑھائے پھر ضمائر کو بھی ساتھ ملا لے، اس کی تطبیق کا طریقہ قاعدہ بغدادیہ سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ جیسے:

کلمہ	مجرد فعل	حرف زائد کے ساتھ	ضمائر کے ساتھ
فَجَعَلَهُمْ	جَعَلَ	فَجَعَلَ	فَجَعَلَهُمْ
وَوَجَدَكَ	وَجَدَ	وَوَجَدَ	وَوَجَدَكَ
فَأَخَذَهُمْ	أَخَذَ	فَأَخَذَ	فَأَخَذَهُمْ

[۵]...... کلمہ ((فرعون))، ((من شر الوسواس)) میں راء کو موٹا پڑھنا۔

[۶]...... ساکن حروف پر قلقلہ کرنا، خصوصاً ذال پر، ذال پر قلقلہ کرنے سے اس کی صفت رخوت ختم ہو جاتی ہے اور وہ دال بن جاتی ہے۔

اسی طرح میم پر قلقلہ کرنے سے وہ باء بن جاتی ہے کیونکہ ان دونوں کا مخرج ایک ہے۔ یہ غلطی عموماً حرف کو جلدی پڑھنے سے ہوتی ہے۔ لہٰذا معلّمہ پر واجب ہے کہ وہ طالبہ کو اس غلطی سے بچنے کا عادی بنائے۔ بایں طور پر کہ زبان کا کنارہ ثنایا علیا کے اطراف کو چھولے، اس سے ذال پر قلقلہ نہیں ہوگا۔

[۷]...... کلمہ ((الشیطان)) اور ((الرجیم)) کی قراءت کرتے وقت حرف شین اور حرف جیم کی ادائیگی ہونٹوں کو گول کر کے کرنا، اس گولائی سے وہم لاحق ہوتا ہے کہ شاید شین اور جیم مضموم ہیں، اور ضمہ تفخیم کا متقاضی ہے۔

[۸]...... راء کو خصوصاً راء مشددہ میں تکرار کرنا جیسے ((الرحمن))، ((الرحیم)) ((الرجیم))

لفظ جلالہ ((اللہ)) میں تجویدی تاملات

ا۔ مقدمہ:

لفظ ''اللہ'' ذات مقدس اللہ ذوالجلال والاکرام کا ذاتی نام ہے، جس میں کوئی غیر شریک نہیں ہوسکتا۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لفظ ''اللہ'' رب تبارک وتعالیٰ کا نام ہے، اور کہا جاتا ہے کہ یہ اسم اعظم ہے کیونکہ یہ جمیع صفات پر مشتمل ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ﴾ (الحشر: ۲۳)

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیوب سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب زور آور، اور بڑائی والا۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے باقی تمام ناموں کو صفات کی جگہ پر ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ ایک ایسا نام ہے، جس کے ساتھ اللہ کے سوا کسی کا نام نہیں رکھا جا سکتا۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لفظ ''اللہ'' اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء سے بڑا اور جامع نام ہے۔ یہ موجود حق، جامع صفات الٰہیہ، ربوبیت کی صفات سے متصف، تنہا وجود حقیقی کے مالک، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کا نام ہے۔ لفظ جلالہ ((اللہ)) کا اطلاق صرف معبود برحق پر ہوتا ہے۔

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لفظ جلالہ ((اللہ)) کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ لفظ

مشتق ہے یا غیر مشتق علم ہے۔ امام خلیل نحوی رحمہ اللہ سے دو طرح کی روایات ثابت ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ غیر مشتق علم ہے۔ جبکہ دوسری روایت کے مطابق، "الا لاھۃ" "بمعنی عبادت" اور "التألہ بمعنی التعبد" سے مشتق ہے۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ لفظ جلالہ "اللہ" غیر مشتق ہے اور ذات مقدس کا ذاتی نام ہے۔ اس کے ساتھ کسی دوسرے کا نام نہیں رکھا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی تثنیہ اور جمع نہیں آتی۔ واللہ أعلم:

۲۔ أللھم:

[ا]...... یہ بات معروف ہے کہ "یا" حرف ندا ہے، اس کے ساتھ کسی کو پکارا جاتا ہے جیسے یا زید، یا فلان۔

[۲]...... اور کثرت استعمال کی وجہ سے بسا اوقات اس کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا﴾ (یوسف : ۲۹) یہ اصل میں "یا یوسف" ہے۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ﴾ (الرحمن : ۳۱) یہ اصل میں ﴿یأیها الثقلان﴾ ہے۔

[۳]...... لیکن کلمہ ((اللھم)) میں اس ((یا)) حرف ندا کا حذف وجوبی ہے۔

[۴]...... یہ کلمہ اصل میں ((یا اللہ)) ہے۔

[۵]...... اس میں ((یا)) حرف ندا کو حذف کر کے اس کے عوض لفظ جلالہ ((اللہ)) کے آخر میں میم مشدد لگا دی گئی ہے۔

[۶]...... یہ کلمہ "اللہ" کو پکارتے وقت اس صورت میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔ جیسے ﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ﴾ (آل عمران : ۲۶)

اور طلب کے معنی میں میم مشدد کے بغیر بہت کم استعمال ہوا ہے۔

۳۔ اللہ:

[ا]...... لفظ جلالہ کا ہمزہ وصلی حروف جارہ کے داخل ہونے پر ساقط نہیں ہوتا، بلکہ

کتابت میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے ((من اللہ)) (علی اللہ) اگر چہ نطقا حذف ہو جاتا ہے۔

[۲]...... مگر جب لفظ جلالہ ((اللہ)) پر لام جارہ داخل ہو تو ہمزہ وصلی خطا و لفظا دونوں طرح گر جاتا ہے۔ جیسے ((لِلّٰہ))

[۳]...... عامة الناس مسلمان اجتماعی تکبیر کہتے ہوئے نطق کی غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں اور ((والحمدللہ کثیرا)) کو ((والحمد للاھی کثیرا)) پڑھتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی قبیح غلطی ہے کیونکہ ((اللاھی)) شیطان ملعون کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔

اس لیے وقفاً لفظ جلالہ کو ھاء کے ساتھ لکھا جاتا ہے تا کہ لفظ جلالہ ((اللہ)) اور ((اللات)) میں فرق ہو جائے۔

اس طرح لفظ جلالہ کو دو لاموں کے ساتھ لکھا جاتا ہے تا کہ معرب اور مبنی میں فرق ہو جائے۔ جیسے "الّذی" اور "الّتی" مبنی ہیں۔

جبکہ لفظ جلالہ معرب ہے، اس کے آخر میں الف حذف کر دیا گیا ہے تا کہ لفظ ((اللاہ)) کے ساتھ ملتبس نہ ہو۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((بسم اللہ) کو کثرت استعمال کی وجہ سے بدون الف لکھا جاتا ہے اور باء کو اسم کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔ جبکہ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ (العلق: ۱) میں قلت استعمال کی بنا پر بالالف لکھا جاتا ہے۔

[۱]...... اگر لفظ جلالہ ((اللہ)) سے پہلے فتحہ یا ضمہ ہو تو تعظیماً اس کا لام موٹا ہوگا۔ اور اگر اس سے پہلے کسرہ ہو تو لام باریک ہوگا، اس کے علاوہ باقی تمام لام باریک ہوں گے۔

[۲]...... بعض روایات میں حروف مطبقہ کے بعد لفظ جلالہ (اللہ) کا لام موٹا ہوتا ہے۔

[۳]...... لفظ جلالہ کا لام، اگر چہ اس کے بعد میم مشدد لاحق ہو جیسے ((اللّٰھم)) اگر فتحہ کے بعد واقع ہو تو موٹا ہوگا، خواہ وہ فتحہ حقیقی ہو جیسے ﴿شَهِدَ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: ۱۸) یا فتحہ حکمی ہو جو دو کلمات میں آتا ہے۔ جیسے ﴿آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ﴾ (یونس: ۵۹) ﴿آٰللّٰهُ خَيْرٌ

أَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (النمل: ٥٩)

یہاں لام فتحہ حقیقی کے بعد واقع نہیں ہے، بلکہ ابدال والی وجہ میں الف سے ہمزہ مبدلہ کے بعد اور تسہیل والی وجہ میں ہمزہ مسہلہ کے بعد واقع ہے۔

اسی طرح اگر لفظ جلالہ کا لام، ضمہ کے بعد واقع ہو تو بھی موٹا ہوگا، جیسے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ﴾ (الفتح: ٢٩)

اسی طرح اگر لفظ جلالہ سے ابتداء کی جائے تو بھی اس کا لام موٹا ہوگا، کیونکہ معرف باللام کلمات میں ہمزہ وصلی مفتوح کے ساتھ ابتداء کی جاتی ہے اور فتح تفخیم لام کا سبب ہے۔ جیسے: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ (البقرة: ٢٥٥)

☆ ملاحظات:

[۱]...... اگر لفظ جلالہ سے پہلے لام واقع ہو اور لفظ جلالہ کے لام کو باریک پڑھا جا رہا ہو تو ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ جلالہ سے پہلے والے لام کو بہت زیادہ باریک کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: ((وجعلوا لِلّٰه))

[۲]...... لفظ جلالہ ((اللہ)) کا ہمزہ وصلی ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے، کیونکہ وہ اسماء کے لام تعریف پر داخل ہے۔

[۳]...... ﴿إن اللّٰه غفور رحیم﴾ جیسے کلمات میں لفظ جلالہ کی ھاء کو موٹا پڑھنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ یہ ایک ایسی غلطی ہے جو اکثر قراء سے واقع ہوتی ہے۔

علامہ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَتَفَخَّمِ اللَّامَ مِنَ اسْمِ اللّٰهِ
عَنْ فَتْحٍ أَوْضَمٍّ كَعَبْدِاللّٰهِ

[۱]...... لفظ جلالہ کے لام اور ہاء کے درمیان الف مدہ (لفظاً نہ کہ خطاً) موجود ہے۔ اس میں وصلاً مد طبعی کے اعتبار سے دو حرکت مد کی جاتی ہے۔ جبکہ وقفاً مد عارض وقفی کے اعتبار سے دو، چار، اور چھ حرکات مد کی جاتی ہے، اور اداء میں چھ حرکات اشباع مقدم ہے۔

[۲]...... اس الف مدہ کے وجود کی دلیل یہ ہے کہ یہ قدیم مصاحف میں موجود تھا اور بعض پاکستانی مصاحف میں اب بھی موجود ہے۔

[۳]...... اکثر عامة الناس...... جیسا کہ بلاد شام میں...... لفظ جلالہ کو "اکبر" کے ساتھ ملاتے ہوئے اس میں وصلاً لحن موسیقی (یعنی موسیقی کی مخصوص آوازوں) کا اعتبار کرتے ہوئے دو حرکتوں سے زیادہ مد کرتے ہیں۔

اگر سورۃ الاخلاص کی پہلی آیت پر وقف کر کے دوسری آیت ﴿اللّٰہُ الصَّمَدُ﴾ سے ابتداء کی جائے تو ہمزہ مفتوحہ سے ابتداء کی جائے گی اور لام کو موٹا پڑھا جائے گا۔

لیکن اگر پہلی آیت کو دوسری آیت کے ساتھ وصل کر کے پڑھا جائے تو لفظ ((احد)) کی تنوین کو کسرہ دے کر پڑھیں گے، ہمزہ وصلی ساقط ہو جائے گا اور لفظ جلالہ کا لام باریک پڑھا جائے گا۔

مد طبعی اور حرفِ لین میں فرق

حروف	الف ساکن ما قابل مفتوح جیسے (قَالَ) واؤ ساکن ما قابل مضموم جیسے (يَقُوْلُ) یاء ساکن ماقبل مکسور جیسے (قِيْلَ) تینوں کی اکٹھی مثال جیسے (نُوْحِيْهَا)	واؤ ساکن ماقبل مفتوح جیسے (خَوْف) یاء ساکن ماقبل مفتوح جیسے (بَيْت)
مخرج	مد طبعی کا مخرج جوف مقدر ہے	حرف لین کا مخرج واؤ اور یاء متحرکہ کا ہے۔ (محقق)
صفات	جہر، رخوت، استفال، انفتاح، اِصمات، اخفاء	جہر، رخوت، استفال، انفتاح، اِصمات، لین
مقدار مد	مد طبعی میں وصلاً دو حرکتوں کے برابر مد کی جاتی ہے جب کہ وقفاً مد عارض وقفی ہونے کی وجہ سے (۲،۴،۶) حرکات مد ہوتی ہیں۔	لین میں وصلاً دو حرکتوں سے کم مد کی جاتی ہے (جو بالمشافہ ثابت ہوتی ہے) جب کہ وقفاً مد عارض لین ہونے کی وجہ سے (۲،۴،۶) حرکات مد ہوتی ہیں۔
اجتماع ساکنین کے وقت	(ا) وصلاً اجتماع ساکنین کی وجہ سے مد ساقط ہوجاتی ہے۔ جیسے: (حَاضِرِي الْمَسْجِدِ)، (مُلَاقُوا اللّٰهِ) حرفِ مد لفظاً محذوف ہوگا نہ کہ رسماً۔	(ا) وصلاً اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ کی حرکت دی جائے گی جیسے (اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ)، (ثُلُثَيِ اللَّيْلِ)
	○...... جب حرف مدہ اور ساکن ایک ہی کلمہ میں آجائیں تو مد لازم کلمی مثقل ہونے کی	حرف لین کی یاء، تثنیہ کی یاء ہوتی ہے جس کا نون اسماء میں اضافت کے وقت حذف

وجہ سے ۶ حرکات مد ہو گی۔ جیسے: (وَلَا الضَّآلِّيْنَ)، (اَتُحَآجُّوْنِّيْ)

○......اجتماع ساکنین کی وجہ سے (يُطِعِ) اور (يُهِنِ) جیسے کلمات میں حرف مدہ ساقط ہو جائے گا، ان کی اصل (يُطِيْعُ) اور (يُهِيْنُ) ہے۔

○......اس طرح وصلاً (اَلرَّسُوْلَا)، (السَّبِيْلَا)، (الظُّنُوْنَا) اور (قَوَارِيْرَا) کے آخر سے الف ساکن ساقط ہو جائے گا۔

○......اس میں حرف علت کو ثابت کرتے ہوئے وقف کریں گے۔ (اور مد طبعی پر دو حرکت مد ہو گی) جیسے: (ذَاقَا الشَّجَرَةَ) میں الف پر (الَّذِي اسْتَوْقَدَ) میں یاء پر اور (قَالُوْا اللّٰهُمَّ) میں واؤ پر وقف ہو گا۔

اس طرح مدہ کے ساتھ یائے متکلم متحرک کو ملحق کیا جائے گا جیسے: (مَسَّنِيَ السُّوْءُ)، (أَجْرِيَ اِلَّا) یہ یاء وقفاً ساکن ہو گی اور اس پر سکون محض کے ساتھ وقف کیا جائے گا، جب کہ حرف علت کو ثابت رکھا جائے گا کیونکہ وہ وصلاً مفتوح متحرک ہے۔

اہم ملاحظہ:...... جب ما استفہامیہ پر حرف جر داخل ہو تو اس کا الف رسماً ساقط ہو جاتا ہے ہو جاتا ہے جیسے: (يَدَيِ اللّٰهِ) یہ اصل میں (يَدَيْنِ اللّٰهِ) تھا۔ حذف نون کے بعد یاء ساکن ہو گئی جسے تخفیفاً اس کے مناسب حرکت کسرہ دے دی گئی۔

جب کہ واؤ لین ہمیشہ جمع کی واؤ ہوتی ہے۔ (جو اجتماع ساکنین میں مقصود ہے)

○......اس میں حرف لین کو ثابت کرتے ہوئے وقف بالسکون کریں گے کیونکہ آخری حرف وصل میں عارضی حرکت کے ساتھ متحرک ہوتا ہے۔

○......جب حرف لین کے بعد اسم اور اسم میں اس کا ہم مثل حرف آ جائے تو حرف لین کا مابعد میں ادغام کر دیا جائے گا۔ جیسے (اتَّقَوا وَّآمَنُوْا)

○......اس کی صفات میں لین ہے، جب اس پر سکون آتا ہے تو یہ خفت سے متصف ہو جاتی ہے تاکہ اس کا مخرج حروف مدہ کے مخرج جوف کی طرف پھر جائے۔

	جیسے (عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ) یہ اصل میں (عَنْ مَّا) تھا۔ ○...... جب حرف مدہ کے بعد رسم اور اسم میں اس کا ہم مثل حرف آجائے تو ادغام نہیں ہوگا جیسے (آمَنُوْا وَعَمِلُوا)	
مدود فرعیہ	جب سبب مد ہمزہ ہو۔ (مد واجب متصل، مد جائز منفصل اور مد جائز بدل) جب سبب مد سکون ہو۔ (مد عارض وقفی اور مد لازم)	سبب مد ہمزہ کے ساتھ حرف لین میں کوئی مد فرعی نہیں ہوتی۔ البتہ سبب مد سکون کے ساتھ مد عارض لین ہوتی ہے۔
وقف	اس میں حرف علت کو ثابت کرتے ہوئے وقف کریں گے۔ (اور مد طبعی پر دو حرکت مد ہوگی) جیسے: (ذَاقَا الشَّجَرَةَ) میں الف پر (الَّذِي اسْتَوْقَدَ) میں یاء پر اور (قَالُوْا اللّٰهُمَّ) میں واؤ پر وقف ہوگا۔ اس طرح مدہ کے ساتھ یائے متکلم متحرک کو ملحق کیا جائے گا جیسے: (مَسَّنِيَ السُّوْءُ) (أَجْرِيَ اِلَّا) یہ یاء وقفاً ساکن ہوگی اور اس پر سکون محض کے ساتھ وقف کیا جائے گا، جب کہ حرف علت کو ثابت رکھا جائے گا کیونکہ وہ وصلاً مفتوح متحرک ہے۔	اس پر سکون محض کے ساتھ وقف کیا جائے گا، کیونکہ حرف کا آخری حرف وصلاً حرکت عارضی سے متحرک ہوتا ہے، جیسے: (ثُلُثَيِ الَّيْلِ)، (اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ)، (يَدُ اللّٰهِ)، (رَأَوُا الْاٰيٰتِ) اس پر فقط ایک ہی وجہ سکون محض کے ساتھ وقف ہوتا ہے اور حروف علت کو مشافہت میں باقی رکھا جاتا ہے۔

مدود فرعیہ کے مراتب

مد: مد سے مراد حروف مدہ ولین یا فقط حرف لین کے ساتھ آواز کو دو حرکتوں سے زیادہ لمبا کرنا ہے۔

حروفِ مد: الف ساکن ماقبل مفتوح، واؤ ساکن ماقبل مضموم، یاء ساکن ماقبل مکسور، اور حروفِ لین واؤ اور یاء ساکن ماقبل مفتوح۔

مراتب مد:

مد لازم:...... برابر ہے کہ وہ مد لازم کلمی مثقل ہو، جیسے: (وَلَا الضَّآلِّيْنَ) یا مد لازم کلمی مخفف ہو جیسے: (آٰلْآنَ) مد لازم حرفی مثقل ہو جیسے: (الٓمّٓ) یا مد لازم حرفی مخفف ہو جیسے: (يٰسٓ) ان تمام مدود میں وصلاً ووقفاً ۶ حرکات مد ہوگی۔

مد واجب متصل:...... مد واجب متصل کی وصلاً وقفاً مقدار ۴ سے ۵ حرکات ہے اور وقفاً ۶ حرکات مد کی جا سکتی ہے۔ جب ہمزہ متطرفہ ہو اور اس پر وقف کر دیا جائے تو اس میں ۴، ۵، ۶ حرکات مد کی جاتی ہے، جیسے: (السَّمَآءِ)

مد جائز عارض وقفي:...... مد جائز عارض وقفی و عارض لین کی مقدار ۲ حرکات یا ۴ حرکات یا ۶ حرکات ہے، جیسے: (اَلْمُفْلِحُوْنَ)، (عِبَاد)، (بِمُؤْمِنِيْنَ)، (شَيْءٌ)، (سُوْءٌ)

مد جائز منفصل:...... مد جائز منفصل کی مقدار وصلاً ۴ سے ۵ حرکات کے برابر ہے۔ جب کہ وقفاً سبب مد سقوط ہمزہ کی وجہ سے مد طبعی پر دو حرکت مد کی جائے گی۔ جیسے: (قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ)، (بِمَآ اُنْزِلَ)

مد جائز بدل:...... مد جائز بدل میں دو حرکت کے برابر مد کی جاتی ہے، جیسے: (بِإِيْمَانٍ)، (أُوْتُوْا)، (اَلْآخِرَةِ)

مراتب تفخیم

تفخیم:......تفخیم سے مراد حروف کی آواز کو اس انداز میں موٹا کرنا کہ پورے حرف کی آواز میں منہ بھرا رہے۔

حروف تفخیم:......خص، ضغط، قظ

مراتب تفخیم:

۱۔ حروف مستعلیہ مفتوح مابعد اُلف جیسے: (طَابَ)، (غَافِرِ)

۲۔ حروف مستعلیہ مفتوح مابعد غیر الف، جیسے: (ضَرَبَ لَکُمْ)

۳۔ حروف مستعلیہ مضموم، جیسے (صُرِفَتْ)، (اَلْقُبُوْرِ)

۴۔ حروفِ مستعلیہ ساکن، اسمیں پھر تفصیل ہے:

(الف)......ساکن ماقبل مفتوح، دوسرے مفتوح والے درجہ سے ملحق ہے۔

(ب)......ساکن ماقبل مضموم، تیسرے مضموم والے درجہ سے ملحق ہے، جیسے: (اَلْمُطْمَئِنَّةُ)

(ج)......ساکن ماقبل مکسور، اسمیں پھر تفصیل ہے:

حروفِ مطبقہ مکسور یا ساکن ماقبل مکسور کا تفخیم میں پانچواں مرتبہ ہے۔

(۱)......حروفِ مطبقہ مکسورۃ، جیسے: (تُطِعْهُ)

(۲)......حروفِ مطبقہ ساکنہ ماقبل کسرہ جیسے: (إِطْعَامُ)

حروف (غ، خ، ق) جب مکسور ہوں جیسے: (غِيْضَ)، (قِيْلَ) یا ساکن ہوں اور ما قبل کسرہ یا یائے لین ہو جیسے: (يَزِغْ)، (زَيْغٌ)، (شَيْخٌ) تو ان میں تفخیم نسبی ہوگی۔ مگر قاف ساکنہ میں قلقلہ کرتے وقت اگر فتحہ کے قریب لے جائیں گے تو دوسرے درجے کی تفخیم ہوگی اور جب کسرہ کے قریب لے جائیں گے تو تفخیم نسبی سے قوی تفخیم ہوگی۔

استثناء: کلمہ (إِخْرَاج) جہاں بھی آئے اس کے خاء کی تفخیم، تفخیم نسبی سے مستثنٰی ہے، اور تفخیم نسبی سے قوی ہے، کیونکہ اس کے بعد آنے والا حرف راء، مفخم ہے۔

مراتب غنہ

غنہ:...... غنہ دو حروف میم اور نون کی صفت لازمہ ہے، یعنی غنہ کی آواز نون اور میم میں لازمی ہے۔

حروف غنہ:...... (م، ن)

مراتب غنہ:

۱۔ مشدد:...... برابر ہے کہ وہ تشدید اصل کلمہ کی ہو، جیسے: (مُحَمَّدٌ)، (حَمَّالَةُ)، (جَنَّاتٍ)، (جَهَنَّمَ)

۲۔ یا وہ تشدید بسبب ادغام کامل ہو، برابر ہے کہ ایک کلمہ میں ہو یا دو کلموں میں ہو جیسے: (عَمَّ)، (إِنْ نَّشَأْ)، (مِنْ مَّالٍ)، (ارْكَبْ مَّعَنَا) غنہ کی مقدار دو حرکت ہے۔

۳۔ مدغم بادغام ناقص، جیسے: (مِنْ وَّالٍ)، (مَنْ يَّعْمَلْ) اس غنہ کی مقدار بھی دو حرکت ہے۔

۴۔ مخفیات:

(الف) اخفاء حقیقی، جیسے: (رِيْحًا صَرْصَرًا)

(ب) اخفاء شفوی، جیسے: (فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ) (ج) اقلاب، جیسے: (سَمِيْعٌ م بَصِيْرٌ)

اس غنہ کی مقدار بھی دو حرکت ہے۔

۵۔ ساکن مظہر:

(الف) اظہار حلقی، جیسے: (عَنْهُمْ) (ب) اظہار شفوی، جیسے: (وَهُمْ فَرِحُوْنَ)

اس میں اصل غنہ ہوگا۔

۶۔ مطلق متحرک: جیسے: (يُنَادُوْنَ)

اس میں بھی اصل غنہ ہوگا۔

مراتب قلقلہ

قلقله :...... ساکن حروف کو پڑھتے وقت مخرج کو ہلانا، حتی کہ اس کے ہلنے کی قوی آواز سنائی دے، یا مخرج کو کھولنا اور بند کرنے کے بعد آواز نکالنا۔

حروف قلقله :...... قطب جد

مراتب قلقله :......

۱۔ موقوف علیہ ساکن مشدد، جیسے: (اَلْحَقُّ)، (وَتَبَّ)

۲۔ موقوف علیہ ساکن مخفف، جیسے: (اَلصَّمَدُ)، (كَسَبَ)

۳۔ ساکن موصول، جیسے: (يَجْعَلُ)، (حَبْلٌ)، (قَدْ سَمِعَ)

۴۔ مطلقاً متحرک، جیسے: (اَلْحُطَمَةُ)، (تَبَّتْ)

مراتب صفیر

صفیر:

صفیر سے مراد ہونٹوں سے نکلنے والی زائد آواز ہے جو بعض پرندوں کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔

حروف صفیر: ص ، ز ، س.

ان حروف میں سے سب سے زیادہ قوی حرف صاد ہے پھر زاء ہے پھر سین ہے۔

مراتب صفیر:

ا۔ مشدد: جیسے: (اَلصَّالِحَاتُ)، (اَلزَّيْتُوْن)

۲۔ ساکن: جیسے: (وَالْعَصْرِ)، (أَزْوَاجًا)، (الْمِسْكِيْنَ)

۳۔ متحرک: جیسے: (لِلْمُصَلِّيْنَ)، (لُمَزَةٍ)، (الْاِنْسَانُ)

كلية القرآن الكريم والتربية الاسلامية

کے اغراض ومقاصد

حاملین قرآن وسنت کی ایسی جماعت تیار کی جائے جو:

1. جہاں علوم شرعیت سے اپنے دلوں کو جلا بخشے وہاں اپنے کردار و گفتار سے عملی ثبوت دے۔
2. ایسے بھولے بھٹکے لوگوں کے لئے مشعل راہ بنے جو مستشرقین کے من گھڑت نظریات کے زیر اثر احادیث رسول اللہ ﷺ سے بدظنی کے باعث لہجات قرآنی (قراءات سبعہ وعشرہ) کے معجز نما تنوع کے منکر ہیں۔
3. برصغیر پاک و ہند میں رائج درس نظامی کے ساتھ ساتھ تجوید وقراءات کی مکمل تعلیم وتدریس کا انتظام کیا جائے تاکہ عالم غیر قاری اور قاری غیر عالم کے تصور کو ختم کر کے دونوں حقیقتوں کو یکجا کیا جائے جس سے ایک تو علماء وقراء کا وقار واحترام بڑھے اور دوسرا دین حنیف کی اصل روح نکھر کر سامنے آئے۔
4. ایسی تحقیقاتی کمیٹی (Research Council) کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جو تجوید وقراءات وعلوم قرآن ومعجزات قرآنی میں تحقیق وتدقیق وتمحیص کے بعد آسان وعام فہم لٹریچر اور کتب اور ان کی (Websites) کو فعال کر سکے اور منکرین قرآن وحدیث کے اعتراضات کا مثبت انداز میں دلائل وبراہین سے مسکت جواب دے سکے۔
5. قرآن مجید کے متنوع لہجات وقراءات کو جہاں کتابی اور لیکچرز کی شکل میں محفوظ کریں وہاں ان کی ادائیگی کو بہتر کرنے کیلئے ریکارڈنگ کریں تاکہ معجزہ قرآنی کو کتابةً وتلاوةً واداءً پوری دنیا میں جدید تقاضوں کے مطابق پہنچایا جائے۔

كلية القرآن الكريم والتربية الاسلامية

ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پاکستان

البدر (بونگہ بلوچاں) نزد پھول نگر قصور

www.quraancollege.com Email.quraancollege@hotmail.com

NooN Printers:0321-4167805, 4503606